هفت روزه

خدام الدین

لاهور
پاکستان

بانی

شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مدیر مسئول

مولانا عبید اللہ انور
امیر انجمن خدام الدین لاہور

مدیر اعلیٰ

مجاہد الحسینی
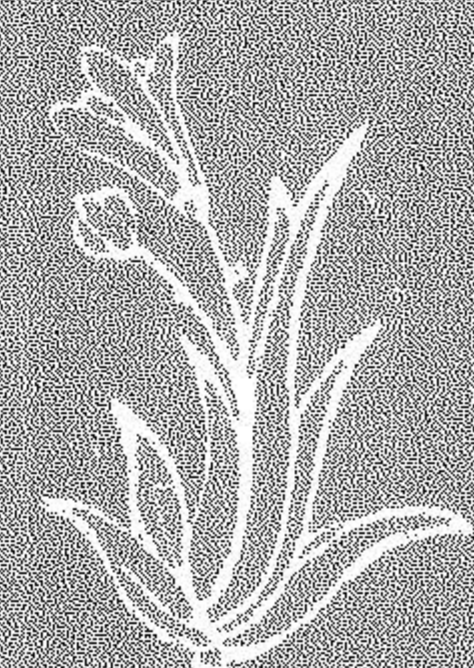
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

کی

ایک یادگار تقریر

(۳)

تارکِ نماز دوزخی ہے

قولہ تعالیٰ : فی جنّٰتٍ ۔ یتسآءلون ۞ عن المجرمین ۞ ما سلککم فی سقر ۞ قالوا لم نک من المصلین ۞ (مدثر ع ۲)

ترجمہ : وہ بہشتوں میں ہوں گے۔ مجرموں کا حال پوچھتے ہوں گے کہ تمہیں کس بات نے دوزخ میں داخل کیا۔ وہ کہیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے

سرکاری ملازموں کیلئے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا فرمان

عن عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ انہ کتب الی عمالہ ان اھم امورکم عندی الصلوٰۃ من حفظھا وحافظ علیھا حفظ دینہ ومن ضیعھا فھو لما سواھا اضیع

(الحدیث)

ترجمہ : عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے تمام سرکاری ملازموں کو حکم بھیجا کہ تمہاری تمام ذمہ داریوں میں سب سے بڑھ کر میری نظر میں نماز ہے۔ جس نے خود اس کی پابندی کی اور دوسروں سے بھی پابندی کرائی اس نے اپنے دین کو بچا لیا اور جس نے نماز کو ضائع کیا تو وہ دوسرے کاموں کو زیادہ خراب کرتا ہوگا۔ انتہی

نتیجہ اس فرمانِ شاہی سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اسلامی سلطنت کے تمام حکام اپنی مسلمان رعایا کے دین کی حفاظت کے بھی ذمہ دار ہیں کافر سلطنت تو اپنی رعایا کی جان، مال اور عزت کی محافظ ہوتی ہے مگر اسلامی سلطنت اس کے علاوہ اپنی رعایا کے دین کی بھی محافظ ہے۔ لہٰذا حکومت پاکستان کے لئے ضروری ہے کہ وہ مسلمانانِ پاکستان کے لئے نماز کو ضروری قرار دے اور اس کے ترک کرنے کو جرم ٹھہرائے

ایک بہانہ اگر بالفرض کوئی دوسری اسلامی سلطنت اپنی اس ذمہ داری کو محسوس نہیں کرتی تو وہ قیامت کے دن عنداللہ جواب دِہ ہوگی لیکن ہمیں یہ حق نہیں ہے کہ کسی دوسرے کی کمزوری اور سستی کے جواز کا بہانہ بنائیں۔ مسلمان کے لئے یہ تو ضروری ہے کہ دوسروں سے خوبیاں لے لیکن یہ جائز نہیں ہے کہ دوسروں کی کمزوریوں کو اپنے لئے دلیلِ راہ بنائے۔

نماز اقتصادی، سیاسی، معاشرتی اخلاقی اصلاح کی ذمہ دار ہے۔

اب میں ترتیب وار نماز کے فوائد عرض کرنا چاہتا ہوں۔

اس میں شک نہیں کہ نماز میں خدا تعالیٰ کی بندگی کا حق ادا کرنا مقصود ہے۔ تاکہ اس کی نعمتوں کا شکر بجا لائیں۔ ہاتھ جوڑیں، سر جھکائیں، سجدہ میں گریں۔ اس کی عظمت کے گن گائیں اور روحانی لذت پائیں۔ اس کے علاوہ اپنی لغزشوں سے توبہ کریں۔ غرضیکہ اپنے حقیقی مولیٰ سے غلامی کا تعلق تازہ کرتے آئیں۔ اس کے علاوہ اس میں ہماری اقتصادی، سیاسی، معاشرتی، اخلاقی اصلاح کے بھی فوائد ہیں جو مختصراً عرض کرنا چاہتا ہوں۔

۱۔ اقتصادی اصلاح جو شخص عشاء اور صبح کی نماز با جماعت پڑھنا چاہے وہ سینما میں جا ہی نہیں سکتا۔ سینما میں جانے والے رات کے ڈیڑھ دو بجے آکر سوتے ہیں انہیں دن میں دفتر یا دکانداری کے باعث سونا نصیب نہیں ہوتا اور ڈاکٹر صاحب نے کان میں پھونک رکھا ہے کہ ۶ گھنٹے آدمی کو ضرور سونا چاہئے۔ لہٰذا دو بجے رات کو سونے والے سورج نکلنے کے بعد ۸ بجے دن کے اٹھیں گے۔ اور لاہور میں سینما دیکھنے والوں کا ایک رات کا خرچ پچاس ہزار روپیہ ہے جس کی مجموعی مقدار ایک ماہ کی ۱۵ لاکھ ہوگی۔ علیٰ ہذا القیاس

حدودِ پاکستان کے تمام شہروں کے ایک رات کے سینما کا خرچ کا حساب کیا جائے تو یقیناً لاکھوں روپے ہوگا۔ اور ایک ماہ کے خرچ کا اندازہ کروڑوں روپے تک جا پہنچے گا۔ علاوہ اس کے رات کے وقت اس طرح مردوں اور عورتوں کے بے حجابانہ اختلاط سے بہت سے اخلاقی خطرات بھی ہیں۔ جن کی تفصیل میں میں جانا نہیں چاہتا۔ لہٰذا حکومتِ پاکستان اگر مسلمانانِ پاکستان پر نماز لازم کر دے تو اس کی برکت سے مسلمان کا ہر ماہ میں کروڑہا روپیہ بچ جائے گا۔ پھر وہی روپیہ ضروریاتِ زندگی کے نیک مصارف میں صرف ہوگا اور مسلمان اقتصادی بدحالی سے نکل کر خوش حال ہو جائے گا۔

مسلمانوں کی اقتصادی بدحالی کے دُور کرنے کی ایک عجیب تجویز

صدرِ محترم و حاضرینِ جلسہ! پاکستان میں سرمایہ داروں نے غریب کاشتکاروں کو ایسا ذلیل کر رکھا ہے کہ جس طرح فرعون کی حکومت میں بنی اسرائیل ذلیل تھے بلکہ اس سے بھی کاشت کاروں کی حالت بدتر ہے۔ حدودِ پاکستان میں اتنے بے شمار مقامات ہیں جہاں اور تو اور کاشت کار کی بہو بیٹی، بہن کی عصمت تک محفوظ نہیں ہے۔ زمیندار جس کی بہو بیوی بہن کو چاہے اپنے پاس رکھے اور بدکاری کے لئے منگوا لیتا ہے اور مظلوم فریاد کرے تو اس کی فریاد کوئی نہیں سنتا۔ اور اگر کاشت کار بہو بیٹی دینے سے انکار کرے تو اسے اپنے گاؤں سے نکال دیتا ہے اور پھر کوئی زمیندار اسے اپنے گاؤں میں رہنے نہیں دیتا — ایک جگہ کا محقق واقعہ عرض کرتا ہوں کہ ایک زمیندار کو کسی ڈاکٹر یا حکیم نے کسی بیماری کا یہ علاج بتلایا کہ تم ۷۰ عورتوں سے ہم بستری کرو۔ چنانچہ اس نے اپنے کاشت کاروں کی ۷۰ لڑکیاں منگوا کر منہ کالا کیا اور ان مظلوم کاشتکاروں کی کسی شخص نے حمایت نہیں کی۔ ہمارے اطبا جب ادویات کے رسائل شائع کرتے ہیں تو ان کے پہلے صفحہ پر لکھ دیتے

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین لاہور

۱۵ رجمادی الثانی ۱۳۸۹ھ
۲۹ راگست ۱۹۶۹ء

جلد ۱۵
شمارہ ۱۷

فون نمبر ۶۷۵۴۵

مندرجات

★

مدیر مسئول:
مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ
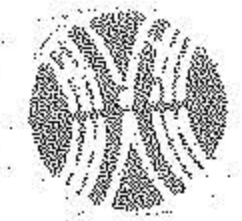
مدیر اعلیٰ:
مجاہد الحسینی

سامراج کی پُشت پناہی سے بدمست

یہودی غنڈوں اور سفّاک درندوں
نے
اہلِ اسلام کے قبلۂ اوّل

مسجد اقصیٰ کو شہید کر دیا

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

○
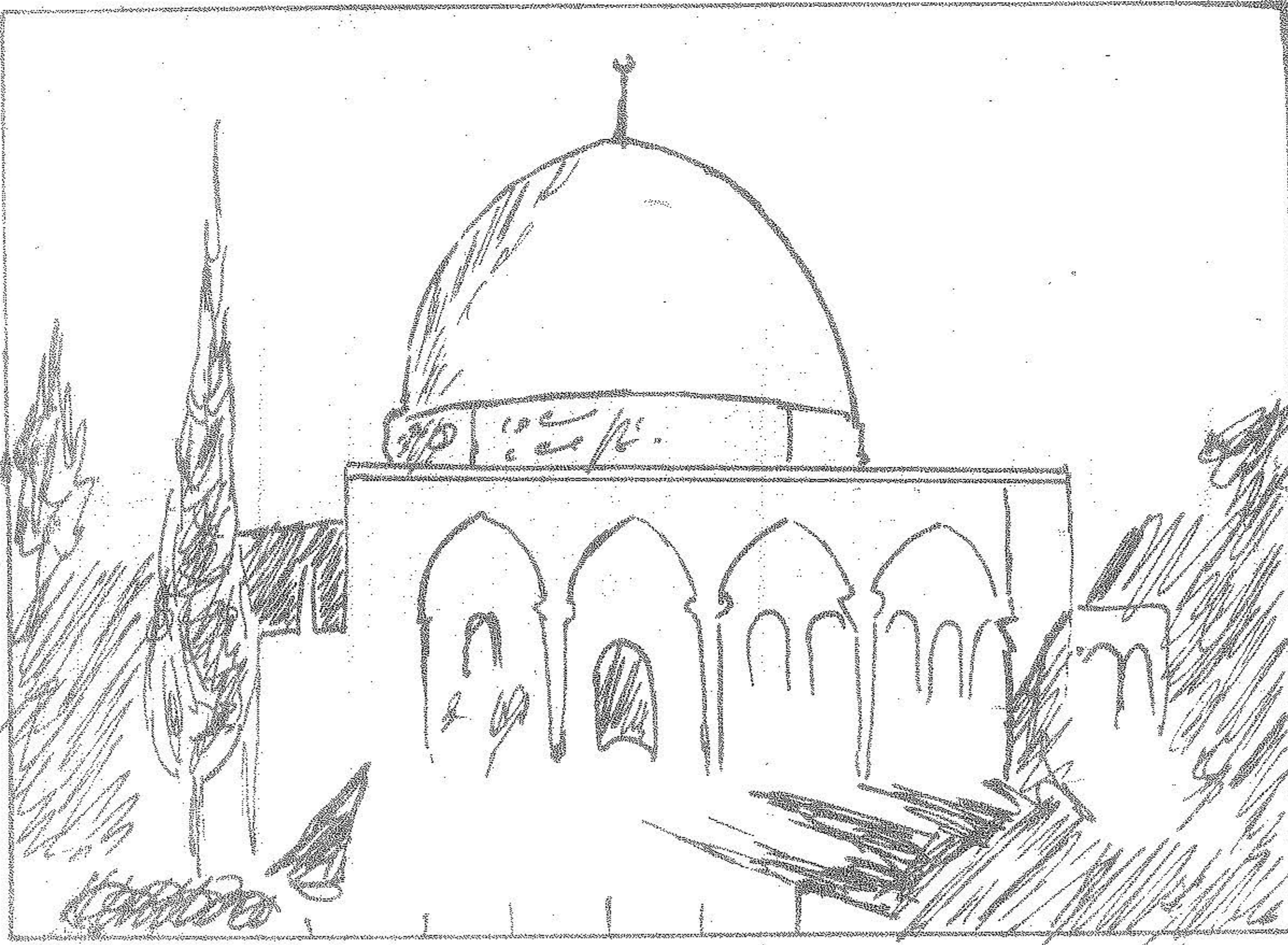
وہ شاخِ گل پہ زمزموں کی دُھن تراشتے رہے
اور آشیاں پہ بجلیوں کا کارواں گذر گیا!

○
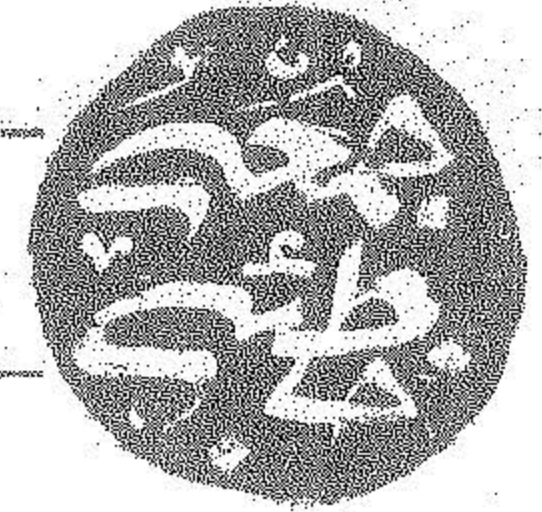
۸ رجمادی الثانی ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۲ راگست ۱۹۶۹ء

اقرارِ رسالت کے بعد اطاعتِ رسولؐ مومن کا فرضِ اوّلین ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔
(پ ۳۔ آل عمران۔ ع ۴۔ آیت ۳۱)

ترجمہ: کہہ دو اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو تاکہ تم سے اللہ محبت کرے۔

محترم حضرات! جس طرح ہم پر اللہ تعالیٰ کے حقوق ہیں اسی طرح بندوں کے بندوں پر بھی حقوق ہیں۔ اولاد پر والدین کے حقوق ہیں، والدین پر اولاد کے حقوق ہیں۔ میاں پر بیوی کے حقوق ہیں۔ بیوی کے میاں پر حقوق ہیں۔ پڑوسی پر پڑوسی کے حقوق ہیں۔ پیر کے مرید پر حقوق ہیں۔ مرید کے پیر پر حقوق ہیں۔ استاد شاگرد پر حقوق رکھتا ہے اور شاگرد استاد پر حق رکھتا ہے لیکن مذکورہ بالا آیت میں امت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور تابعداری کو محبوبیتِ الٰہی کا باعث قرار دیا گیا ہے۔

عزیزانِ گرامی! یہ ایک بدیہی امر اور ایمان و اسلام کی شرطِ اوّلین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے چون و چرا اطاعت و فرمانبرداری کی جائے اور آپؐ کے ہر ارشاد پر جان چھڑکی جائے۔ کیوں نہ ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی خیرخواہی میں وہ وہ دُکھ جھیلے اور وہ وہ مصائب و آلام برداشت کئے ہیں جو والدین اولاد کے لئے اور محب اپنے محبوب کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتے۔

کون نہیں جانتا کہ آپؐ پر مصائب و آلام کے پہاڑ توڑے گئے آپؐ کو طرح طرح کی جسمانی و روحانی اذیتیں دی گئیں، پیارے وطن سے نکالا گیا، اللہ کے گھر سے جُدا کیا گیا اور آپؐ کے قتل کے ناپاک منصوبے بنائے گئے۔ مگر آپؐ نے رضائے ایزدی اور امت کی بہبودی کی خاطر ہر دکھ کو سُکھ اور ہر خار کو پھول سمجھا اور راہِ حق میں تمام مشکلات و مصائب کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ پھر اسی پر بس نہیں کی بلکہ امت کی خاطر راتوں کو دعائیں کرتے اور رو رو کر اللہ سے ان کی بخشش طلب کرتے رہے۔ حتٰی کہ ایسی راتیں بھی آئیں کہ ساری ساری رات مصلے پر گذار دی اور زبانِ فیض ترجمان سے یہ آیت کریمہ جاری رہی:۔

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (پ ۷ س مائدہ آیت ۱۱۸)

اے اللہ! اگر آپ انہیں عذاب دیں تو دے سکتے ہیں، یہ تیرے بندے کہیں بھاگ کر نہیں جا سکتے اور اگر آپ انہیں بخش دیں تو آپ غالب اور حکمت والے ہیں اور آپ کو کوئی پوچھنے والا نہیں۔

پس اے برادرانِ عزیز! امت ایسے شفیق و رحیم نبی کے حقوق کیوں بجا نہ لائے جس نے اپنی راتوں کو امت کے نصیب جگانے کے لئے بیدار رکھا اور جس نے خدا کی مخلوق کو دوزخ کی آگ سے بچانے کے لئے اپنے آنسوؤں کے نذرانے بارگاہِ ایزدی میں پیش کئے۔

ہم پر احسان ہے آمنہؓ کے لال کا جس نے توحید کا سبق دے کر ہمیں خدائے وحدہٗ لاشریک کا پرستار بنا دیا اور ہزاروں لاکھوں جھوٹے معبودوں کی غلامی سے نجات دلائی۔ اور قرآن عزیز جیسی کتاب عطا کرکے ہر قسم کے قوانین سے بے نیاز کر دیا۔ اب اس احسان کا کم سے کم حق جو ہم ادا کر سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم آپؐ کی رسالت اور ختمِ نبوت پر کامل ایمان رکھیں اور ہر حال میں آپؐ ہی کی اطاعت کو پیشِ نظر رکھیں۔

رسالت پر ایمان

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ۝ (فتح ۲)

جو کوئی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لایا پس ہم نے کافروں کے لئے آگ تیار کی ہے۔

یہ آیت پکار پکار کر اعلان کر رہی ہے کہ خدا کی توحید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان نہ لانے والے کافر ہیں اور ان کے لئے دوزخ کی دہکتی ہوئی آگ تیار ہے۔

عزیزانِ گرامی! آپ جانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کفارِ مکہ "صادق" اور "امین" مانتے تھے۔ آپؐ کی جی جان سے عزت کرتے تھے۔ آپؐ کو شریف اور معزز جانتے تھے لیکن رسول اللہ ماننے سے اِبا کرتے تھے۔ اس لئے بارگاہِ الٰہی میں نامقبول اور موردِ عتاب تھے۔ مگر جب وہ آپؐ کی رسالت پر ایمان لائے اور آپؐ کے اطاعت شعار بن گئے تو وہی محبوبِ بارگاہِ الٰہی بن گئے اور آئندہ نسلوں کے لئے ہادی اور رہنما قرار پائے۔

رسول اللہ ماننے کا مفہوم

صلح حدیبیہ کا واقعہ تاریخ اسلام میں محفوظ ہے۔ سب جانتے ہیں کہ صلح کی تحریر کے وقت جب سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو "محمد رسول اللہ" لکھ دیا

(باقی ص ۱۹ پر)

دنیائے اسلام کا عظیم دردناک اور الم انگیز سانحہ

یہودیوں نے اہل اسلام کے قبلہ اوّل مسجد اقصیٰ کو نذرِ آتش کر دیا

مسجد کی چھت اور دیگر تاریخی و قدیم تبرّکات تباہ ہو گئے

مسجد اقصیٰ کو بچانے کے لئے جان پر کھیلنے والے عرب مجاہدینِ اسلام کو گولیوں کا نشانہ بنا دیا گیا

یہودیوں نے دنیائے اسلام کی تیرہ سو سالہ قدیم انتہائی مقدس عبادت گاہ مسجد اقصیٰ کو آگ لگا دی۔ شمع رسالت کے پروانوں نے جب اپنی جان پر کھیل کر آگ بجھانے کی کوشش کی تو یہودیوں کی سوچی سمجھی سازش کے تحت فوری طور سے فوج طلب کر لی گئی جس نے تین تین سو فٹ بلند آگ کے شعلوں سے لڑنے والے عربوں پر اندھا دھند فائرنگ کر کے ان کے جذبۂ ایمانی کو کچلنے کی کوشش کی مگر کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ اس دوران آگ بجھانے والے چھ یونٹ بھی موقع پر پہنچ گئے عرب رضا کاروں نے اپنی جان پر کھیل کر، چاندی کے بڑے گنبد کو تباہی سے بچا لیا اور وہ بہت سی جائے نمازیں بھی مسجد کے صحن سے باہر نکالنے میں کامیاب ہو گئے۔ اگر یہودی درندے مزاحمت نہ کرتے تو بہت سے تاریخی تبرکات و نوادرات کو بھی بچا لیا جاتا جو قیامت خیز آگ کی نذر ہو گئے ہیں۔ مسجد کا جنوب مشرقی حصہ تباہ کن واردات میں شہید ہو گیا۔ چھت کا ایک حصہ بھی شہید ہو گیا۔ تمام مسلم ممالک اور دنیائے عرب میں اس المیہ پر غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے بیت المقدس میں عربوں نے جن میں خواتین اور بچے بھی شامل تھے، جذبات سے بے قابو ہو کر یہودی بستیوں پر حملے شروع کر دیئے حکام نے فوراً فوج طلب کر لی جو پورے شہر میں گشت کر رہی ہے۔ مسجد اقصیٰ دیوار گریہ کے اطراف میں بکتر بند گاڑیوں کے مورچے لگا دیئے گئے ہیں۔ اس علاقہ میں کرفیو بھی نافذ کیا گیا ہے۔ تمام عبادت گاہوں پر جن میں عیسائیوں کی عبادت گاہیں بھی شامل ہیں، فوج کا پہرہ لگا دیا گیا ہے۔ آج وزیر اعظم مسز گولڈا میئر کی زیر صدارت کابینہ کا اجلاس ہوا۔ جس میں تازہ ترین صورت حال پر غور کیا گیا اور آتشزدگی کے واقعہ کی تحقیقات کرنے کے لئے ایک کمیشن قائم کرنے کا اعلان کیا گیا۔ انجینیروں اور ماہرین تعمیرات کا ایک کمیشن بھی قائم کیا گیا ہے جو مسجد اقصیٰ کو پہنچنے والے نقصان کا اندازہ لگائے گا۔ اسرائیل کی ان تمام کارروائیوں کا مقصد محض یہ ہے کہ عربوں میں پھیلے ہوئے اشتعال کو کسی قدر کم کیا جا سکے۔ وزیر اعظم اردن مسٹر بہجت طلہونی نے آج ایک بیان میں کہا کہ میری حکومت اسرائیل کو مسجد اقصیٰ میں آتشزدگی کا ذمہ دار سمجھتی ہے۔ انہوں نے اس واردات کو ایک مجرمانہ واردات اور عربوں و مسلمانوں کے خلاف انتہائی سنگین جارحیت قرار دیا۔ حکومت اردن نے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل او تھانٹ کو تار دیا ہے جس میں مناسب کارروائی کی استدعا کی گئی ہے نائب وزیر اعظم عبد المنعم رفاعی نے بھی سلامتی کونسل، جنرل اسمبلی اور عرب لیگ کو ایسے ہی تار بھیجے ہیں۔ ایک سرکاری اعلان کے مطابق شاہ حسین تمام عرب اور مسلم سربراہوں کو خصوصی پیغامات بھیج رہے ہیں۔ وزیر اعظم نے کہا ہے کہ عربوں نے ہمیشہ مقدس مقامات کی حفاظت کی اور عبادت کی آزادی کو برقرار رکھا۔ لیکن آج قابضین کے ہاتھوں میں مقدس مقامات کی جو حالت ہو گئی ہے اس پر عربوں کو گہرا دکھ ہے انہوں نے مادر وطن اور مقدس مقامات کی سلامتی کے لئے عربوں میں اتحاد پر زور دیا۔ شاہ حسین نے آج ایک نشری تقریر میں قوم سے خطاب کیا انہوں نے تمام عرب اور مسلم سربراہوں سے کہا ہے کہ وہ اسرائیل کے چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لئے فوری کارروائی کریں۔ انہوں نے مزید کہا کہ اسرائیل فلسطین اور دوسرے نواحی علاقوں پر قبضہ کرنے کے لئے مسلمانوں کے مقدس مقامات کو تباہ کر رہا ہے۔ مسجد اقصیٰ میں آتشزدگی کے سانحہ کے بعد اب عربوں کو اپنی سرزمین اپنے عقیدہ، اپنے مقدس مقامات اور اپنی روایات کے تحفظ کے لئے اپنی کوششیں دو چند کر دینی چاہئیں۔ عرب رہنماؤں کو خدا اور اپنے عوام کی طرف سے عائد کی ہوئی ذمہ داریاں پوری کرنی چاہئیں۔ اور تمام مسلمان رہنماؤں کو مقدس مقامات اور عرب علاقوں کی آزادی کی جدوجہد کی حمایت کرنی چاہیئے۔ وزیر اعظم اردن نے کہا ہے کہ تاریخ میں عربوں کے خلاف اتنی گھناؤنی جارحیت پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ آج اردن کی کابینہ کا خصوصی

مسجد اقصیٰ میں آگ کس نے لگائی

مسلمانوں کی وقف کونسل کے صدر شیخ حلمی نے آج رات ایک پریس کانفرنس میں انکشاف کیا کہ انگریزی زبان بولنے والا ایک غیر ملکی نوجوان جس کا رنگ گورا تھا مسجد اقصیٰ میں آگ لگنے سے ذرا قبل مسجد سے نکل کر بھاگ گیا تھا اور بلاشبہ مسجد میں جان بوجھ کر آگ لگائی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملزم نے خاکی لباس پہن رکھا تھا۔ گذشتہ تین یا چار دن پہلے بھی مسجد کے محافظوں نے اسے دیکھا تھا، آج صبح وہ مسجد میں سب سے پہلے آیا اور جب وہ فرار ہوا تو ہمارے محافظوں نے اس کا تعاقب کیا مگر وہ شہری گلیوں میں روپوش ہو گیا۔ شیخ حلمی نے مزید کہا کہ وہ غیر ملکی تھا اور میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ اسرائیلی تھا یا یہودی تھا، بہر حال وہ عرب نہیں تھا۔

اجلاس بھی ہوا۔ ریڈیو قاہرہ اور دوسرے عرب ملکوں کے ریڈیو اسٹیشنوں نے کہا ہے کہ یہودیوں نے بیت المقدس سے عربوں کے نشانات مٹانے کے لئے مسجد اقصیٰ میں آگ لگائی ہے۔ ریڈیو قاہرہ نے تصدیق کی کہ شاہ حسین نے جلد سے جلد عرب سربراہ کانفرنس طلب کرنے کی اپیل کی ہے۔ خیال ہے کہ سعودی عرب کے شاہ فیصل بھی جو "محافظ اسلام" سمجھے جاتے ہیں اب عرب سربراہ کانفرنس کے انعقاد کی مخالفت ترک کر دیں گے۔ عرب جمہوریہ کے مبصرین نے خیال ظاہر کیا ہے کہ عرب ممالک اب جنرل اسمبلی سے جس کا اجلاس چند ہفتوں میں ہونے والا ہے، رجوع کریں گے۔ عرب لیگ کے سیکرٹری جنرل مسٹر سید نوفل نے کہا ہے کہ تمام عربوں اور مسلمانوں کو بیت المقدس کے سوال پر یکساں موقف اختیار کرنا چاہیئے اور اقوام متحدہ کو اپنی ذمہ داریاں پوری کرنی چاہئیں۔ بیت المقدس میں آج دن بھر عربوں کے مظاہرے جاری رہے۔ وہ یہ نعرہ لگا رہے تھے، یہودیوں نے مسجد اقصیٰ کو آگ لگا دی۔ صورت حال بہت نازک ہونے کی وجہ سے اسرائیلی حکام نے کرفیو میں کوئی وقفہ نہ دینے کا اعلان کیا ہے۔ عربوں نے اپنی دوکانیں بطور احتجاج بند کر رکھی ہیں۔ وزیر اعظم گولڈ میئر نے آج شام مسجد اقصیٰ کا معائنہ کیا۔ انہوں نے اس عظیم عبادت گاہ کے نگہبان مصطفےٰ انصاری اور مسلم وقف مجلس کے رہنماؤں سے ملاقات کریں گے۔ آتشزدگی کے واقعہ پر گہرے افسوس کا بھی اظہار کیا۔ وزیر اعظم نے اس الزام کی تردید کی ہے کہ آگ لگانے کی واردات میں یہودیوں کا ہاتھ ہے۔ وزیر جنگ جنرل دایان نے جو وزیر اعظم کے ساتھ تھے، عرب علماء سے کہا ہم مسجد اقصیٰ کی مرمت اور تعمیر نو میں دنیا کے ہر حصہ کے عرب ماہرین، انجینئروں اور علماء کا خیر مقدم کرنے کو تیار ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ بہت سی آگ بجھانے والی گاڑیوں نے ساڑھے تین گھنٹے کی جدوجہد کے بعد آگ پر قابو پایا۔ اس سلسلے میں آگ بجھانے والے عملے کے عرب جوانوں نے اپنی جان کو بھی خطرے میں ڈال دیا تھا۔ جبکہ یہودی عملہ انتہائی غفلت کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ جبرون اور امالہ سے بھی فائر بریگیڈ طلب کرے گئے تھے۔ آج بیت المقدس میں عرب دکانداروں نے بطور احتجاجاً اپنی دکانیں بند رکھیں۔ سرکاری اعلان کے مطابق آگ لگنے کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔ آتشزدگی کی واردات کے وقت عرب مزدور مسجد کے اندر مرمت کے کام میں مصروف تھے۔ یہودی حکام کا خیال ہے کہ الیکٹرک شارٹ سرکٹ کی وجہ سے آگ لگی تھی۔ آج تمام مقبوضہ علاقوں میں عربوں نے احتجاجی مظاہرے کئے۔ صبح ۷ بجے مسجد اقصیٰ میں آگ لگی اور ۱۰ بجے اس پر قابو پایا جا سکا۔ آگ بجھانے کے لئے جو عملہ سب سے پہلے موقع پر پہنچا تھا وہ عرب جوانوں پر مشتمل تھا۔ مسجد اقصیٰ دیوار گریہ سے چند گز کے فاصلہ پر ہے اور ابتدائی اطلاعات کے مطابق دیوار گریہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا ہے۔ عرب رضاکاروں نے مسجد میں بچھے ہوئے قیمتی قالینوں کو بچا لیا ہے۔ اس مسجد کے چاندی کے گنبد کو بھی کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ آگ کے شعلے سینکڑوں فٹ بلند تھے۔ ایک عرب صحافی نے آتشزدگی کی واردات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ آج کا دن بیت المقدس کیلئے تاریک ترین دنوں میں سے ایک ہے۔

سنگِ مرمر کی سلیں گر پڑیں جن پر آیاتِ قرآنی کندہ تھیں

وہ منبر بھی شہید ہو گیا جسے سلطان صلاح الدین ایوبی استعمال کرتے تھے

مجلس اعلیٰ اسلامی کے صدر شیخ علی المحتسب کے بیان کے حوالہ سے کہا گیا ہے کہ مسجد اقصیٰ میں آگ کے شعلے بلند ہونے سے پہلے فوجی وردی میں ملبوس ایک اسرائیلی نوجوان کو جس کے سنہرے بال تھے مسجد سے نکلتے ہوئے دیکھا گیا۔ آگ لگنے کی وجہ سے مسجد کا جنوبی حصہ تباہ ہو گیا۔ قدیم چوبی چھت جل گئی اور اس سے ملحقہ جناح صلاح الدین کو سخت نقصان پہنچا ہے آگ کی گرمی کے سبب دیواروں میں نصب سنگ مرمر کی وہ سلیں گر پڑیں جن پر آیات قرآنی کندہ تھیں، آج رات بی بی سی لندن نے اپنی عربی نشریات میں اپنے نمائندہ کے حوالہ سے کہا ہے۔ کہ جس وقت مسجد اقصیٰ میں آگ لگ رہی تھی تو مسلمانوں کا ایک بہت بڑا ہجوم آس پاس جمع ہو گیا اور جب آیات قرآنی کندہ کی ہوئی ایک سل گری تو ہزاروں مسلمان اُسے اٹھانے کے لئے چیختے چلاتے آگے بڑھے اس موقع پر اسرائیلی فوج نے مسلمانوں پر گولی چلا دی۔ مسجد اقصیٰ میں ہولناک آتشزدگی کے باعث وسطی گنبد کو بھی نقصان پہنچا ہے اور اس میں پانچ سوراخ ہو گئے ہیں۔ چھت کا جو حصہ شہید ہو گیا ہے وہ دو سو مربع گز سے بڑا تھا۔ بالکل تباہ ہو جانے والے تبرکات و نوادرات میں ایک منبر بھی شامل ہے جسے آٹھ سو سال پہلے مصر اور شام کے حکمران سلطان صلاح الدین ایوبی استعمال کرتے تھے۔

مسجد اقصیٰ کو آگ لگا کر شہید کرنے کی ناپاک یہودی سازش کے خلاف آج تمام مقبوضہ عرب علاقوں میں بعد نماز جمعہ شدید احتجاج کیا گیا اور بیت المقدس سمیت متعدد شہروں میں زوردار مظاہرے کئے گئے۔ مسلم مجلس عمل نے تمام عربوں سے اپیل کی ہے کہ کل یوم اقصیٰ منایا جائے اور ہڑتال کی جائے۔ اسرائیل کے ایک سرکاری اعلامیہ میں اس الزام کی تردید کی گئی ہے کہ مسجد اقصیٰ کو یہودیوں نے آگ لگائی ہے۔ اس اعلامیہ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ عرب راہنما آتشزدگی کی واردات کو سیاسی و مذہبی مقاصد کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ آج مسجد اقصیٰ میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے ہزاروں عرب جمع ہوئے اس سے قبل یہودی حکام نے کرفیو ہٹا لیا تھا لیکن مسجد اقصیٰ کے باہر اور نواحی علاقہ میں مشین گنوں سے مسلح فوج تعینات تھی۔ شہر کے دروازوں اور اہم چوراہوں پر بھی مسلح فوجی دستے تعینات تھے۔ یک چشم وزیر جنگ جنرل دایان خود فوج کی کمان کر رہے تھے جب مسجد اقصیٰ سے سوگوار عرب نماز جمعہ ادا کر کے نکلے تو وہ قدم قدم پر یہودی فوجیوں کو دیکھ کر مشتعل ہو گئے اور انہوں نے پتھراؤ شروع کر دیا۔ وہ ناصر ناصر کے نعرے لگا رہے تھے۔ اسرائیلی فوج نے جنرل دایان کے حکم سے فوراً گولیاں برسانی شروع کر دیں اور تمام نمازیوں کو دوبارہ مسجد اقصیٰ میں پناہ لینی پڑی۔ پتھراؤ سے کم از کم چار فوجی زخمی ہوئے اور فوری طور پر معلوم نہیں ہو سکا کہ یہودی فوج کی فائرنگ سے کتنا جانی نقصان ہوا۔ تاہم بے شمار گولیاں مسجد اقصیٰ کے دروازے اور دیواروں میں پیوست ہو گئیں۔ عرب مظاہرین کی سنگباری سے کئی اخباری نمائندوں اور فوٹو گرافروں کو بھی زخم آئے لیکن ان میں سے کوئی بھی شدید زخمی نہیں ہوا۔ اسرائیلی فوج نے فائرنگ کا آغاز اس وقت کیا جب ایک عرب مجاہدہ نے مظاہرین کو منتشر کرنے اور انہیں دھکے دینے والے ایک فوجی سپاہی کے سر پر بھاری ڈنڈا مارا۔ اس حملہ میں وہ فوجی سپاہی شدید زخمی ہو کر گر گیا۔ چند دوسرے سپاہیوں نے آگے بڑھ کر عرب لڑکی کو پکڑ لیا۔ جن میں سے ایک فوجی کو لڑکی نے کاٹ لیا یہ فوجی اسے گھسیٹتے ہوئے ایک فوجی گاڑی میں لے گئے۔ یہ منظر دیکھ کر عربوں میں زبردست اشتعال پھیل گیا اور نہتے عرب مسلح یہودی فوجیوں پر ٹوٹ پڑے۔ جنرل دایان بھی یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے فوراً مقبوضہ اردن کے

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

مجلسِ ذکر

۷ رجمادی الثانی ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۱ راگست ۱۹۶۹ء

توکّل یعنی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور اعتماد

از: حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم ——— مرتبہ: محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی : اَمَّا بَعْدُ :
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ : بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :—

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا توکّل

حضرات! آج مجھے توکّل پر ہی گفتگو کرنا ہے۔ توکّل اللہ پر بھروسہ اور اعتماد کا نام ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ انسان اپنی ساری کوششیں اور جد و سعی ترک کر کے توکّل پر ہی آسرا کر کے بیٹھ جائے ——— یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی تائید اور رضا اور اللہ تعالیٰ کی ساری عنایات ان کے ساتھ ساتھ تھیں، آپؐ نے جہاد بھی کئے، غزوات و سرایا سے بھی نہیں چُوکے اور آدھی آدھی رات، ساری ساری رات اللہ کے حضور کھڑے ہو کر کے عبادت میں پاؤں مبارک تک کو متورم کر ڈالتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے پوچھا ——— یا رسول اللہ! آپؐ کیوں اپنی جان شیریں (مقصود و جہاد) کو ہلکان کرتے ہیں۔ آپؐ تو اللہ کی بخشی بخشائی مخلوق ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے عائشہؓ! کیا میں اللہ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں؟ میں یہ کہتا ہوں نعمتیں ہم زیادہ استعمال کرتے ہیں، استفادہ اللہ کی رحمتوں سے ہم زیادہ کرتے ہیں، کبھی غور کیجئے اس زمانے میں کس قدر مشکلات اور کس قدر تکلیفیں اور اذیتیں تھیں، کیا تیرہ سالہ مکی زندگی میں کوئی ایسی اذیتیں اور تکلیفیں ہیں جو مسلمانوں نے اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نہیں اٹھائیں؟ اور پھر دس سالہ مدنی زندگی میں وہ کون سے غزوات و سرایا ہیں جن میں بنفسِ نفیس آپؐ نے اور صحابہ کرامؓ نے اپنی جان جوکھوں میں نہ ڈالی ہو۔ نیز غزوۂ اُحد کے اندر کس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک شہید ہوا اور معاذ اللہ آپؐ کو لہولہان کیا گیا۔ یہاں تک کہ آپؐ بے ہوش ہو گئے لیکن کوئی ناواجب بات کوئی ناشکری کا کلمہ نہیں، کسی کے خلاف بددعا کا کوئی جملہ نہیں ہے بلکہ دعا ہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس قوم کو ہدایت دے اور رحم فرمائے۔ اور ایسے ہی جب طائف کی وادیوں میں آپؐ پر اوباشوں، بدمعاشوں نے نرغہ کیا، پتھراؤ کیا اور پاؤں مبارک کو ظالموں نے لہولہان کر دیا حتیٰ کہ زخموں اور پاؤں متورم ہونے کے باعث نعلین مبارک نہیں پہن سکتے تھے۔ ایک صحابی نے کہا۔ یا رسول اللہ! آپؐ ان کے لئے بددعا کریں خدا اس قوم کو ہلاک کر دے۔ آپؐ نے فرمایا میں اس قوم کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔ ہلاکت کے لئے مبعوث نہیں ہوا۔ اگر یہ نہیں تو آئندہ ان کی نسلیں ایمان لائیں گی۔ اگر آپ بددعا کرتے تو اللہ تعالیٰ قومِ نوحؑ کی طرح، قومِ عاد و ثمود کی طرح، قومِ لوطؑ کی طرح اس قوم کا خاتمہ ہی کر دیتے، تو پھر اگلی نسلیں کہاں سے پیدا ہوتیں جن سے ہدایت یاب ہونے کی توقع ہوتی۔ تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گناہ کو نظر انداز کیا، ان کی آئندہ نسلوں پر اعتماد کیا کہ یہ نہیں تو ان کی آئندہ نسلیں راہِ راست پہ آئیں گی۔ چنانچہ آج طائف کی وادی میں ایک بھی کافر، مشرک، بے ایمان نظر نہیں آتا۔ یہ ہے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی درگذر، یہ ہے اعتماد علی اللہ، یہ ہے توکّل، یہ ہے رضائے مولیٰ پہ راضی رہنا۔ ہر تکلیف کو بخندہ پیشانی قبول کرنا اور یہ ہی سب سے بڑی دعوت تھی۔

ایمان والوں کی صفات

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے دعوت کا نچوڑ دیا ہے۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ہ انسان گھاٹے، ٹوٹے اور خسارے میں تھا، ہے اور رہے گا۔ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ وہی خسارے سے مبرّا تھے اور قبل از نبوّت جو ایمان لائے یا دیگر انبیاءِ کرام کی دعوت سے، وہی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت سے راہِ راست پہ آئے، لیکن اکثریت گمراہوں کی، فسّاق و فجّار کی اور کفّار و مشرکین کی رہی۔ اب بھی ہے، تاقیامت رہے گی۔ صرف ایمان داروں کا ایک گروہ ہے حق پرستوں کا گروہ ہے، خدا اور خدا کے ماننے والوں کا گروہ ہے، جو نیکی پر قائم ہے، بدی سے مُجتنِب اور کنارہ کش ہے، تو اس گروہ میں شامل ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں، آپ کو جو دعوت دی ہے، اور مزید شکر کرتے ہیں کہ اللہ نے قبولیتِ حق کی توفیق دی ہے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ، اور ان کا سب سے بڑا کمال یہ ہے سب سے بڑا ان کا نصب العین حیات یہ ہے کہ ایمان باللہ، ایمان بالرسل، ایمان بالملائکہ، ایمان بالکتب، ایمان بالیوم الآخرۃ۔ وہ جو نیچے ہوئے ہیں، اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا، ایماندار، ایمانیات کی لسٹ ہے پوری۔ پھر اس کے بعد وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ، کہ قرآنیات پر، ایمانیات جو ہیں ان پر عمل پیرا ہیں۔ پھر وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۵لا اُسی کی نشر و اشاعت، تبلیغ جو عملاً، قولاً، فعلاً یعنی زبان سے بھی تبلیغ ہے اور عملاً بھی اس پر قائم ہیں، لوگوں کے لئے اسوہ اور نمونہ ہیں اور تبلیغِ حق کے لئے جاتے ہیں تو وہی پیغامِ حق دوسروں کے کانوں تک پہنچاتے ہیں، دوسروں کو بھی عملاً وہی سکھلاتے ہیں۔ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ہ تواصی بالحق اور تواصی بالصبر، راہِ خدا میں اذیتیں، تکلیفیں نبیوں کو آئیں، ولیوں کو آئیں۔ ہر شخص کو اللہ تعالیٰ آزمائش میں مبتلا کرتے ہیں، دعا تو یہی ہے کہ اللہ جلشانہٗ استقامت نصیب فرمائیں۔

خدا پر بھروسے کا نتیجہ

قرآن کی ایک آیت توکّل کے سلسلے میں ہے اِنْ یَّنْصُرْکُمُ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمْ ج وَاِنْ یَّخْذُلْکُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَنْصُرُکُمْ مِّنْ بَعْدِہٖ ط وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ہ (س آل عمران آیت ۱۶۰) اگر اللہ تمہاری مدد کرے گا تو کوئی تم پر غالب نہ ہو سکیگا اور اگر اس نے مدد چھوڑ دی تو پھر اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کو آئے؟

اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے ـــــــ یعنی آپ دیکھیں جنگِ بدر ہیں اور جنگِ اُحد ہیں، بدر میں مسلمان تین سو تیرہ ہیں، کفّار لگ بھگ ہزار کے ہیں۔ ان کے پاس پوری طاقت، توانائی، پیچھے سے کمک اور اسلحہ بہتر اور سامانِ جنگ موجود ہے اور ادھر سے عبداللہ ابن اُبیؔ رئیس المنافقین، مسلمانوں کا دشمن مدینے میں مسلمانوں کے حوصلے پست کرتا ہے۔ اور ادھر یہ کہ مسلمانوں کے مخالف مکّے میں بسنے والے ہیں، کفّار و مشرکین کے سپہ سالار، تیغ آزما، بہادر جمع کرتے ہیں تاکہ مسلمانوں کا یکبارگی صفایا کردیں۔ چنانچہ ادھر سامانِ جنگ مہیا کیا جارہا ہے ادھر مسلمان نہتّے ہیں بچارے، لاوارث، مہاجر اور کچھ تھوڑے سے انصار ہیں، نئے نئے مسلمان۔ بچاروں کا کوئی پرسانِ حال نہیں۔ تو اللہ نے اپنے فضل سے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دعا سے، اللہ پر بھروسہ اور توکل کی برکت سے مسلمانوں کو فتحِ عظیم عطا فرمائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کا نتیجہ

اس کے بدلے میں کفّار پھر آتے ہیں دوسرے سال اُحد میں، نرغہ کرتے ہیں اور اللہ کے نبیؐ مشورہ طلب کرتے ہیں ـــ مشورت میں طے یہی ہوا کہ باہر جاکر لڑا جائے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے گرامی یہ تھی کہ مدینے میں بیٹھے رہیں۔ یہاں تک کہ دشمنانِ اسلام حملہ آور ہوں تو پھر جوابی کارروائی کی جائے۔ لیکن نوجوانوں کی رائے اس کے بدلے میں یہ تھی کہ مدینے سے باہر جاکر لڑا جائے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رائے ترک کردی اور نوجوانوں کی رائے مان لی۔ میدانِ جنگ میں مسلمانوں نے ایک ذراسی غلطی کردی۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ایک درے میں کھڑا کیا پچاس تیراندازوں کو اور کہا کہ یہاں سے ہلنا ہی نہیں، چاہے جیتیں یا شکست کھائیں، چاہے ہمیں گدھیں نوچ نوچ کر کھا رہی ہوں، تم یہاں سے نہ ٹلنا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کو اللہ نے اوّل وہلہ میں ہی فتح دے دی اور کفّار میں بھگدڑ مچی، کفّار کا پیچھا کیا گیا تو درّے کے تیرانداز نیچے اترنے لگے، عبداللہ ابن جُبیرؓ جو ان کے سردار تھے، انہوں نے حضورؐ کا حکم یاد دلایا۔ اُن سے اجتہادی غلطی یہ ہوئی کہ مقصد فتح تھا جنگ سے، وہ حاصل ہو گیا ہے، اب ہم بھی مسلمانوں کا ساتھ دیں، مالِ غنیمت سمیٹیں اور کفّار کا پیچھا کریں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ درّہ خالی پاتے ہی پیچھے سے خالد بن ولید (جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) نے حملہ کر دیا۔ چند مسلمان جو وہاں موجود تھے، شہادت پا گئے۔ اکثریت نیچے اتر آئی تھی۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نافرمانی کی وجہ سے حق تعالیٰ نے فتح شکست سے بدل دی۔ اللہ نے ان کو نہ پوری شکست دی اور نہ پوری فتح ـــ ذرا غور فرمایئے۔ جنگِ بدر میں مسلمان کم، مگر فاتح، احد میں مسلمان تعداد میں زیادہ، سامانِ جنگ موجود اور انہیں یقین تھا کہ ہم یہ کر ڈالیں گے وہ کر ڈالیں گے حالانکہ اس وقت کم لیکن فاتح، اس وقت زیادہ اور یہ صورتِ حال ـــــ اس وقت خاص بھروسہ اللہ کی ذات پر تھا، توکّل تھا، اور یہاں صورتِ حال ذراسی بدلی ہوئی تھی اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذراسی نافرمانی کا نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔ یہیں سے میں اخذ کرتا ہوں یہ چیز کہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ اللہ پر بھروسہ کریں۔ پہلے سوچ سمجھ کے ایک رائے قائم کریں پھر اُس پر عمل پیرا ہوں۔ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط (س آل عمران آیت ۱۵۹) پھر اس کو خدا پہ چھوڑ دیں۔ جو کچھ ہوتا ہے سہی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق ہے۔ آپؐ نے کہا یہاں رہیں، صحابہؓ نے اکثریت کے بموجب فیصلہ کر دیا۔ آپؐ نے کہا چلو صحابہؓ نے بعد میں اپنی رائے بدلی۔ انہوں نے کہا۔ یا رسول اللہ! ہم آپ کی رائے پر عمل کرنا چاہتے ہیں، اپنی رائے پر اصرار نہیں کرنا چاہتے، ہم یہیں جنگ کریں گے جس طرح آپ فرماتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ یہ نبی کی شان سے بعید ہے کہ سامانِ جنگ سمیٹ لے، سجالے اور لڑے بغیر اتار دے۔ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ۔ جب فیصلہ ہو گیا، اب وہی کچھ ہوگا، یہ بچوں کا کھیل نہیں ہے، پل میں تولہ پل میں ماشہ، نتیجہ آپ کے سامنے ہے

حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر عنایاتِ الٰہیہ

اسی طرح وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ط اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ط (س الطلاق۔ آیت ۳) بے شمار قرآن کی آیتیں ہیں، بے شمار احادیث ہیں، احصاء مقصود نہیں، احاطہ مقصود نہیں، اشارہ مقصود ہے۔ اور جو بندہ توکّل کرے اللہ پر، اللہ جلشانہٗ بالکل اس کے لئے کافی و افی شافی ہے۔ یہ سورہ الطلاق کی آیت ہے کہ بلاشبہ اللہ تعالےٰ اپنا کام پورا کرتے ہیں اور جو اُن پہ بھروسہ اور اعتماد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے مایوس نہیں کرتے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ حضرتؒ کو آپ نے دیکھا کہ ساری زندگی، قَالَ اللّٰهُ وَ قَالَ الرَّسُوْلُ، اور ساری زندگی انہوں نے اللہ اللہ بتانے اللہ کا نام لینے میں گذار دی۔ دنیا کے لئے حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ "میں کدی کاکھ بھن کے دوہرا نہیں کیتا"۔ لیکن اللہ نے نہ کبھی بھوکا رکھا، پیاسا رکھا؟ بلکہ حج کا شوق دیا، مساجد، مدارس بنانے کا شوق دیا اور طلبار کو پڑھانے کا شوق دیا۔ ان کاموں کے لئے بلاشبہ روپوں کی، فنڈز کی کتنی ضرورت تھی! لیکن اللہ کے سوا انہوں نے کسی کے آگے کبھی ہاتھ نہیں پھیلائے۔ تو کیا فنڈ کی کمی کبھی سدِّراہ ہوئی بلکہ چودہ دفعہ حج عمرہ کے لئے گئے اور اہل و عیال سمیت گئے ہیں۔ یہ محض ذاتی اللہ کی رحمت سے گئے ہیں۔ اگر قومی (پبلک) روپیہ ہوتا (مساجد مدارس کا) تو اپنی ذات پر کیسے خرچ کرتے؟ لیکن اگر مساجد بنانے کا انہیں شوق تھا تو اللہ نے ایک نہیں کئی بنوائیں۔ دیگر بے شمار مدارس عربیہ کی خدمت کے ساتھ ساتھ لاہور میں ایک بے مثال دینی مرکز مدرسہ قاسم العلوم انجمن خدام الدین کے علاوہ لاہور اور کراچی میں تین مدرستہ البنات محض اللہ کے فضل سے تعمیر کروائے۔ ہزاروں مسلمان مرد عورتوں اور علماء ربانی کو ان سے استفادے کا شرف حاصل ہوا۔

بہرکیف حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی توکّل پہ گذری، خدا پہ بھروسے اور اعتقاد پہ گذری اور ہر کام میں اللہ نے انہیں مایوس نہیں کیا بلکہ ہر کام میں اللہ تعالےٰ نے اُن کی مدد فرمائی۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی

میں یہیں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ استغناء اور قناعت اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ صبر و شکر، یہ جو اوصاف ہیں ایک مسلمان کے اندر جو اوصاف پیدا کرنا چاہتا ہے اسلام اور قرآن اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور سیرت کا خلاصہ ہیں، لبِ لباب ہیں

سیرتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں ہمیں اپنے آپ پر غور و فکر کرنا چاہیئے۔ اب دیکھیئے غارِ حرا میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ستّو اور معمولی سادہ غذائیں لے کے چلے جاتے، شب و روز عبادت میں مصروف رہتے ہیں کبھی تھوڑا بہت پانی پی لیا اور کبھی کچھ تھوڑا سا کھا لیا۔ یہ اللہ پر کتنا بڑا بھروسہ اور اعتماد ہے۔ ابھی تک آپ نبوت سے سرفراز نہیں ہوئے تھے۔ نبوت کے بعد کس طرح آپؐ ہجرت کی رات کو اللہ پر بھروسہ کر کے حضرت علیؓ کو اپنی جگہ چھوڑ کے چل دیئے۔ پھر غارِ ثور میں کس طرح اُن پہ نرغہ ہوا؟ اُن پر کفار ٹوٹ پڑے لیکن اللہ نے کس طرح ان کو اندھا کیا۔ اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی۔ یہ اللہ پر بھروسہ اور توکّل کا نتیجہ تھا۔ آگے دس سالہ مدنی زندگی میں ہزاروں، لاکھوں واقعات ایسے پیش آتے لیکن خدا پر بھروسہ اور توکّل کبھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ اور مصائب و مشکلات آئیں تو کبھی ان سے پریشان نہیں ہوتے۔ اللہ پر بھروسہ اس وقت بھی شاملِ حال رہا، چاہے وہ غارِ حرا کا واقعہ ہو، غارِ ثور کا واقعہ ہو یا سفرِ مدینہ کا واقعہ ہو، چاہے غزوات یا سرایا ہیں سے جس قسم کے واقعات پیش آتے ہوں۔

گناہوں کو دھونے کا صابن

تو اب خلاصہ اور لُبِ لباب یہ ہے کہ ہمیں استغناء اور قناعت اور ہمیشہ توبۃ اللہ سے رضائے الٰہی حاصل کرنا چاہیئے۔ انسان خطاء و نسیان کا پُتلا ہے، گناہ اس سے سرزد ہو جانا یہ بعید از قیاس نہیں۔ گذشتہ جمعرات اور اس سے پہلے بھی یہی موضوع تھا۔ مَیں نے عرض کیا تھا کہ جس طرح انسان نہیں چاہتا کہ کپڑے میلے ہوں، جسم میلا ہو، اور آخر ہوتا ہے، کپڑے بھی میلے ہوتے ہیں، جسم بھی میلا ہوتا ہے، انسان نہیں چاہتا کہ نامۂ اعمال اس کا ناپاک ہو، گندہ ہو، گناہ سے آلودہ ہو۔ لیکن ہوتا ہے کبائر نہ تو صغائر ہو ہی جاتے ہیں اور صغائر پر دوام بھی کبائر بن جاتے ہیں اور بعض انسان ہیں کبائر پر ہی وہ دوام کر لیتے ہیں (معاذ اللہ) بہرحال جس طرح انسان کا دامن آلودہ ہوتا ہے۔ جسم اور کپڑے میلے کچیلے ہوتے ہیں، صاف کرتا ہے۔ اسی طرح انسان کو استغفار، درود، عبادت، نماز اور اوراد و تطوّعات اور نفلی عبادات سے۔ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ (ہود۔ آیت ۱۱۴) گناہوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور نیکیاں گناہوں کا سدِّ باب کر دیتی ہیں۔ جس طرح کہ صابن میل کچیل کا خاتمہ کر دیتا ہے۔ اسی طرح انسان کے نیک اعمال بداعمال کا خاتمہ کرتے ہیں انسان غلطی کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ معاملہ صاف کر دیتے ہیں۔

اطمینانِ قلب کا نسخہ

اس لئے عبادات میں فرائض و واجبات کے بعد تطوّعات کو یعنی فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں جتنا تم مجھے یاد کرو گے مَیں تمہیں اپنی رحمت سے نوازوں گا۔ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ؕ۔ اطمینانِ قلب چاہتے ہو تو وہ یادِ خدا کے سوا نصیب نہیں ہو سکتا۔ دولت کی بناء پر، اولاد کی بناء پر، وجاہت کی بناء پر اگر ہوتا تو اللہ تعالےٰ یقیناً کہتے لیکن نہیں، یہ یادِ خدا کے سوا کسی کو نصیب نہیں ہوتا۔ سو گدڑی میں ہو یا تختِ شاہی پہ ہو، یادِ خدا ہے تو چین ہے، نہیں، تو بادشاہ ہے تب بھی پریشان حال ہے، غریب ہے تب بھی پریشان حال ہے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلْغِنَاءُ غِنَاءُ النَّفْسِ، یہ قناعت اور خُلُق جو ہے انسان کے اندر اللہ تعالیٰ پیدا کرتے ہیں غناء کا، یہ عادت ہے۔ یہ خلق اور اخلاق سے، تخلّق سے تعلّق رکھتا ہے، اللہ تعالےٰ جس کے اندر پیدا کر دیں۔ یہ نہیں کہ دولت سے انسان کے اندر غناء پیدا ہوتا ہے، نہیں، بلکہ جوع البقر کی طرح، یہودیوں طرح دولت ہے اور هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ کی صدا ہے اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں ہے لیکن دل مطمئن ہے۔ عثمانِ غنیؓ کے پاس تھا تو سب کچھ دے دیا راہِ خدا میں اور صدیقِ اکبرؓ نے لٹا دیا لیکن دل مطمئن ہے۔ یہ اطمینانِ قلب اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں، اللہ تعالےٰ کی یاد میں، اللہ تعالےٰ کے نام سے نصیب ہوتا ہے۔ دولت سے نہیں، تو دولت پر نہیں، خدا کی عنایات پر ہمیں بھروسہ اور اعتماد کرنا چاہیئے۔ اگر اللہ تعالیٰ دولت دیں تو اس کا شکر ادا کرنا چاہیئے اور اسے اللہ تعالےٰ کے حسبِ حکم خرچ کرنا چاہیئے۔ زکوٰۃ میں، خیرات میں، صدقات میں، نیک اعمال کے اندر، اپنی ذات پر، اہل و عیال پر اور صلۂ رحمی پر۔ نہ سے اللہ تعالےٰ، تو ہر حال میں ذاکر و شاکر رہنا چاہیئے، دل کو پریشانی نہیں ہونی چاہیئے۔ یہ چیز یادِ خدا میں، اللہ تعالےٰ کی رضا میں، اللہ کا نام لینے کی برکت سے نصیب ہو سکتی ہے کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مثالی زندگی

حضرتؒ کی مثال آپ کے سامنے ہے۔ نہیں ہے تب بھی چین ہے، تب بھی رضائے الٰہی میں مستغرق ہیں، تب بھی اللہ تعالیٰ کی یاد میں فرق نہیں ہے، تو اللہ تعالےٰ کے راستے میں خرچ ہو رہا ہے، تب بھی گویا یہ نہیں کہ پھولے نہیں سماتے بلکہ اسی طرح اپنے حال پر ہیں۔ یہاں آگئے ہیں، ہتھکڑی لگی ہوئی ہے، جیل میں بند ہیں، ضمانت دینے والا کوئی نہیں، اللہ کی رضا جوئی میں، اللہ پہ بھروسے میں رتی بھر فرق نہیں، جب دنیا سے جاتے ہیں، لاکھوں نام لیوا ہیں۔ لیکن وہی لال کھال کی جُوتی، وہی موٹا جھوٹا لباس، وہی روکھا سوکھا کھانے کا شوق، وہی اللہ تعالیٰ کی یاد کی جو تمنّا تھی، روزِ اوّل سے یہاں داخل ہوتے ہیں انگریز کے مجرم کی حیثیت سے لیکن اللہ کے ساتھ تعلّق اور معاملے میں یکساں ہیں، یہاں سے جاتے ہیں لاکھوں کے ساتھ تعلّق اور واسطہ ہے، ہزاروں کی جائدادیں اللہ کے نام پر، اللہ کے دین کی تبلیغ کے لئے، ترویج کے لئے اللہ نے انہیں سونپی ہیں لیکن کوئی ان میں رتّی بھر کا فرق نہیں آیا۔ روزِ اوّل جو دعوت تھی، اخیر تک وہی دعوت رہی، روزِ اوّل جو عمل تھا اخیر تک وہی رہا۔ وہی تمنّا، اخیر تک۔ جب تک اور رہتے یہی عمرے اور یہی حج کا شوق رہتا، یہی اللہ تعالےٰ کی رضا جوئی پیشِ نظر رہتی، یہی اللہ کا نام سکھانا اپنا مطلوب و مقصود ہوتا۔ آرام اپنی جان کو نہیں لینے دیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی استغناء، ہمیں بھی توکّل، ہمیں بھی صبر، ہمیں بھی شکر، ہمیں بھی اللہ تعالےٰ اپنی یاد کی توفیق سے نوازیں تاکہ دنیا اور عاقبت دونو میری، آپ کی سنور جائیں۔ آمین!

(قسط ۲)

اسلام کے چند اقتصادی مسائل

شکور طاہر، ایم اے

(۲) دولت پر ملکیت

دولت، خواہ کسی شکل میں ہو، خدا کی ملکیت ہے۔

قرآن پاک میں ہے۔

اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ

(ترجمہ) بے شک زمین ہے اللہ کی۔
(ترجمہ: شیخ الہندؒ)

مسند کبیر میں ایک حدیث مروی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"لوگو! زمین اللہ کی ہے۔ اسے کاہے کو بانٹتے پھرتے ہو۔ جتنی زمین میں ہل چلا سکتے ہو، اتنی ہی اپنے پاس رکھو۔"

طبرانی میں ہے کہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ زمین اللہ کی زمین ہے اور بندے اسی کے بندے ہیں۔"

ایسی ہی ایک حدیث ابو داؤد میں بھی حضرت عروہؓ کی روایت میں موجود ہے۔

اسلام کا بنیادی اصول ہے کہ ہر چیز خدا کی ملکیت ہے۔ بعض چیزوں پر بعض لوگوں کو ثانوی ملکیّت کا جو حق حاصل ہے وہ خدا ہی کا عطا کردہ ہے۔ جب دولت پر کُلی ملکیت خدا کی ہے، تو اس سے فائدہ اٹھانے، اسے استعمال کرنے، اور اسے خرچ کرنے میں بھی اسی قادر مطلق کی مرضی اور منشا کو ملحوظ رکھنا ہوگا۔

(۳) قدرتی وسائل پر اجتماعی ملکیت

قدرتی وسائل پیداوار کسی فرد واحد کی ملکیت نہیں ہوں گے۔ اس سلسلے میں اسلام کا طرز عمل یہ ہے کہ دولت کے جو اوّلین ماخذ اور دھانے ہیں ان پر اس نے کسی فرد یا جماعت کا پہرا نہیں بیٹھنے دیا بلکہ معاشرے کے ہر فرد کو ان سے استفادے کا، ولی کا حق دیا ہے۔ کانیں جنگل، غیر مملوکہ بنجر زمین، جنگلی اور پانی کا شکار، خود رو گھاس، دریا اور سمندر، مال غنیمت وغیرہ یہ تمام پیدائش دولت کے اوّلین ماخذ ہیں اور ان میں ہر فرد کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ ان سے اپنے کسب وعمل کے مطابق فائدہ اٹھائے اور اس پر کسی کی اجارہ داری قائم نہ ہو۔

"اسلام کا نظام تقسیم دولت!"

قدرتی وسائل پر اجتماعی ملکیت کے بارے میں قرآن پاک اور احادیث نبویؐ سے واضح اور اصولی احکام ملتے ہیں۔

قرآن پاک کا ارشاد ہے:-

اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ:

ترجمہ:- بے شک زمین ہے اللہ کی:-
(شیخ الہندؒ)

اس طرح ارشادِ نبویؐ ہے:-

"لوگو! زمین اللہ کی ہے۔ اسے کاہے کو بانٹتے پھرتے ہو۔ جتنی زمین میں ہل چلا سکتے ہو، اتنی ہی اپنے پاس رکھو۔!" (ابن کبیر)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں زراعت کے لئے تہائی، چوتھائی یا غلّے کی کوئی مقدار متعین کرکے زمینیں بٹائی پر دیتے تھے۔ ایک روز میرے ایک چچا میرے پاس آئے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک ایسے کام سے روکا ہے جو ہمارے لئے نفع بخش ہے۔ حضورؐ نے ہمیں اس بات سے منع کر دیا ہے کہ ہم مزارعت کا معاملہ کریں یعنی تہائی، چوتھائی یا مقررہ مقدار کے غلّے کے عوض زمین بٹائی پر دے دیں۔ آپ نے حکم دیا ہے کہ مالک زمین خود کاشت کرے یا کسی دوسرے بھائی کو کاشت کے لئے دے دے۔ اور آپ نے زمین کے کرائے کو اور ایسی دوسری صورتوں کو ناپسند فرمایا ہے۔" (مسلم شریف)

اسی طرح صروز ناحی نالے کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اصولی حکم دیا جو باقی غیر ذاتی اور قدرتی ذرائع آبپاشی پر حاوی ہے آپ نے فرمایا کہ نالے کو "روک لیا جائے۔" یہاں تک کہ ٹخنوں تک کھیت بھر جائے —— پھر اوپر والا نیچے والے کے لئے پانی چھوڑ دے" اسی طرح ایک اور موقع پر پانی کے نزاع کے سلسلے میں آپ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ "اے زبیرؓ! تو پانی دے، پھر اس کو روک، یہاں تک کہ پانی دیواروں کی جڑوں تک پہنچ جائے۔ تو پھر اپنے پڑوسی کی طرف پانی چھوڑ دے۔"

مالِ غنیمت بھی پیدائش دولت کا ایک قدرتی ذریعہ ہے۔ اس کے بارے میں فیصلہ ہے کہ چار حصّے فوجیوں کی مشترکہ ملکیت ہیں، اور ایک حصہ ریاست (STATE) کا ہے، جسے خدائی احکام کے مطابق خرچ کیا جائے گا۔

(۴) فطری مساوات

اسلام ذرائع پیداوار تک رسائی میں فطری مساوات کے اصول کا علمبردار ہے کہ کسی شخص کو دوسرے پر کوئی فضیلت نہیں۔ عربی کو عجمی پر اور گورے کو کالے پر کوئی برتری نہیں سب لوگ آدمؑ کی اولاد ہیں اور آدمؑ مٹی سے بنائے گئے تھے۔

صرف مالِ غنیمت کی تقسیم کے اصول سے ہی یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام فطری مساوات کا قائل ہے۔ مالِ غنیمت میں سے خمس نکال کر باقی چار حصّے فوجیوں میں تقسیم کئے جاتے ہیں۔ سوار کو دو حصے اور پیدل کو ایک حصّہ ملتا ہے۔ اس بارے میں کوئی خیال نہیں کیا جاتا، کہ کون افضل ہے اور کون غیر افضل۔

یاد رہے کہ اسلام فطری مساوات کا قائل ہے غیر فطری مساوات کا نہیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں تقسیم اموال کے سوال پر اختلاف ہو گیا۔ فاروق اعظمؓ کا خیال تھا کہ بزرگ صحابہؓ کو فضیلت کی وجہ سے دوسروں پر کچھ ترجیح دی جانی چاہیئے۔ اس پر حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا۔

"تم نے جس اولیت اور فضیلت کا ذکر کیا ہے، میں اسے بخوبی آگاہ ہوں لیکن یہ ایک ایسا عمل ہے جس کا انعام اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔ معاش کے معاملے میں مساوات برتنا ترجیحی سلوک سے بہتر ہے ——"

اسی طرح حضرت عمر فاروقؓ کا ارشاد ہے۔

"اگر میں اگلے سال زندہ رہا تو عطایا میں سب کے حصے مساوی ہوں گے اور اغنیاء سے زائد از ضرورت مال لے کر فقراء میں تقسیم کر دوں گا ——"

دوسرے موقعہ پر فرمایا۔

"اگر خدا نے مجھے زندگی کی مہلت عطا کی تو میں ایسا انتظام کروں گا کہ صفا کے پہاڑوں میں تنہا رہنے والا گڈریا بھی قوم کی دولت سے حصّہ لے ——"

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

تاثراتِ مطالعہ

زاہد الراشدی

۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ تم میں سے ہر ایک شخص راعی ہے اور ہر ایک سے اپنی رعیّت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ حاکم اپنے ماتحت لوگوں کا راعی ہے اور اس سے اپنی رعیّت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ مرد اپنے گھر والوں پہ راعی ہے اور اس سے اپنی زوجہ اور لونڈی کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے خاوند پر راعی ہے اور اس سے خاوند کے گھر اور اس کی اولاد کے بارے میں سوال ہوگا اور غلام اپنے آقا پر راعی ہے اور اس سے اپنے آقا کے مال کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔ تم میں سے ہر ایک راعی ہے اور ہر ایک سے اپنی رعیّت کے متعلق سوال ہوگا۔ پس اپنے سوالوں کا جواب تیار کر رکھو! صحابہ کرامؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) ان سوالوں کا صحیح جواب کیا ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا۔ نیک اعمال۔

یہ روایت طبرانیؒ نے معجم اوسط میں بیان کی ہے اور اس کے صحیح راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں۔ (مجمع الزوائد صـ۲۰۷ ج ۵)

۲- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ ہر رعیت والے سے اس کی رعیّت کے بارے میں سوال فرمائیں گے کہ آیا اس نے اپنی رعیت میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے احکام نافذ کئے ہیں یا ان احکام کو ضائع کر دیا ہے؟ حتّٰی کہ مرد سے اپنے گھر والوں کے بارے میں پوچھا جائے گا ــــ یہ روایت طبرانیؒ نے بیان کی ہے اور اس کے راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں۔ (مجمع الزوائد صـ۲۰۷ ج ۵)

۳- ابو قبیلؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ایک دن منبر پہ خطبۂ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے کہ دورانِ خطبہ آپؓ نے یہ بات کہہ دی "بے شک بیت المال ہمارا ہے اور فئی کا مال بھی ہمارا ہے ہم جس کو چاہیں دیں گے اور جس کو چاہیں نہ دیں گے"۔ آپؓ کو اس بات کا کسی نے جواب نہ دیا۔ دوسرا جمعہ آیا تو آپؓ نے خطبہ میں پھر یہ بات دُہرا دی۔ پھر کوئی نہ بولا۔ تیسرا جمعہ آیا تو آپ نے پھر یہ بات ارشاد فرمائی اس پر حاضرین میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا "خبردار! بیت المال ہم تمام مسلمانوں کا ہے اور فئی کا مال بھی تمام مسلمانوں کا ہے۔ جو شخص ہمارے مال اور ہمارے درمیان حائل ہوا ہم اللہ تعالےٰ کے دربار میں اپنی تلواروں سے اس کا فیصلہ کرائیں گے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خطبۂ جمعہ سے فارغ ہو کر دربار میں تشریف لے گئے تو پیغام بھیج کر اس شخص کو بلا لیا۔ لوگوں نے یہ دیکھا تو کہنے لگے کہ اس شخص کی خیر نہیں ــــ پھر جب لوگ پیچھے پیچھے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دربار میں پہنچے تو دیکھا کہ آپ نے اسے اپنے ساتھ تخت پر بٹھا رکھا ہے آپ نے جب لوگوں آتے دیکھا تو ان سے مخاطب ہو کر فرمایا "بے شک اس شخص نے مجھے نئی زندگی بخشی ہے اللہ تعالےٰ اسے زندہ رکھے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا آپ نے فرمایا کہ میرے بعد کچھ حکمران ایسے ایسے ہوں گے جو باتیں کریں گے اور ان کو ٹوکا نہیں جائے گا ایسے حکمران قیامت کے دن جہنم میں بندروں کی طرح قلابازیاں لگاتے پھریں گے۔ میں نے پہلے جمعہ کو یہ بات کہی اور مجھے کسی نے نہ ٹوکا تو میں دل میں ڈرا کہ میں بھی کہیں ان ہی لوگوں میں سے نہ ہوں، دوسرے جمعہ کو بات دہرائی، پھر کسی نے جواب نہ دیا تو میرے دل میں یہ خیال تقویت پکڑ گیا کہ میں تو اسی گروہ میں سے ہوں۔ آج میں نے ایک بار پھر اس بات کو دہرایا تو اس شخص نے اٹھ کر مجھے ٹوک دیا۔ بے شک اس نے مجھے نئی زندگی دی ہے اللہ تعالےٰ اسے زندہ رکھے۔

یہ روایت طبرانیؒ اور ابو یعلیٰؒ نے نقل کی ہے اور اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔ (مجمع الزوائد صـ۲۳۹ ج ۵)

۴- سیّدنا امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اگر ہمارے سامنے کوئی ایسا معاملہ پیش ہو جائے جس کے بارے میں کوئی امر یا نہی موجود نہ ہو تو پھر ہم کیا کریں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس معاملہ میں تم فقہاء اور عابدین سے مشورہ کرو اور کسی ایک خاص کی رائے پر فیصلہ نہ دو ــــ یہ روایت طبرانیؒ نے بیان کی ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔ (مجمع الزوائد صـ۱۷۸ ج ۱)

۵- سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص کو یہ بات پسند ہے کہ اس کی عمر طویل ہو، اس کے رزق میں وسعت ہو اور بری موت اس سے دُور رہے تو وہ اللہ تعالےٰ سے ڈرے اور صلۂ رحمی کرے۔

بزارؒ نے یہ روایت جیّد سند کے ساتھ بیان کی ہے (الترغیب والترہیب صـ۳۲۳ ج ۳)

۶- ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں:۔

میں نے اپنے نفس کو عجیب حالت میں پایا، وہ اللہ تعالےٰ سے اپنی حاجات پوری کرنے کا سوال تو کرتا ہے اور اپنی جنایات کو بھول جاتا ہے۔ پس میں نے اس سے کہا۔ اے بُرے نفس تیرے جیسا بھی (اللہ تعالےٰ کے دربار میں) بات کر سکتا ہے؟ اگر ضرور بولنا ہی ہے تو سوال صرف معافی کا ہونا چاہئے اور بس! نفس نے کہا۔

تو پھر میں اپنی مرادیں کس سے مانگوں؟ میں نے اس سے کہا کہ تجھے مراد مانگنے سے منع نہیں کرتا میں تو کہتا ہوں کہ پہلے اپنی توبہ کو پختہ کرلے پھر کوئی اور بات کرنا۔

اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے ہم کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص گناہ کے لئے سفر کرے (مثلاً چوری ڈاکہ یا زنا وغیرہ) اور راستہ میں مجبور ہو جائے۔ حتیٰ کہ اسے جان بچانے کے لئے مردار کے سوا کچھ نہ ملتا ہو تو اس کے لئے مردار کھانا جائز نہیں (حالانکہ اگر گناہ کا سفر نہ ہو تو ایسی حالت میں بقدر ضرورت مردار کھا لینے کی اجازت ہے) اس پر اگر کوئی اعتراض کرے کہ اگر اسے ایسی حالت میں مردار کھا کر جان بچانے کی اجازت نہیں تو کیا وہ مرجائے؟ ہم کہیں گے کہ نہیں بلکہ گناہ کے ارادے سے توبہ کرلے اور بقدر ضرورت مردار کھالے ——

اللہ اللہ کس قدر جرأت ہے کہ گذرے ہوئے کھوپڑی کو اُلٹ دینے والے گناہ تو بھول جائے اور اپنی اغراض طلب کرتا پھرے۔ اے نفس! اگر تو پچھلی کوتاہیوں کی اصلاح اور ان پر ندامت میں مشغول ہو جائے تو تیری مرادیں خود بخود بر آئیں گی۔ جیسے روایت ہے کہ اللہ رب العزت نے فرمایا:۔

"جو شخص میری یاد میں مشغولیت کی وجہ سے مجھ سے مانگ نہ سکا اسے میں مانگنے والوں سے بہتر دوں گا"۔

اور بشر الحافیؒ اپنے ہاتھ دعا کے لئے بڑھاتے تھے، پھر سمیٹ لیتے تھے اور کہتے تھے۔ مجھ جیسے کو سوال کا کوئی حق نہیں۔ اور یہ مختص ہے بشرؒ ہی کے ساتھ اس کی اقوت معرفت کی وجہ سے وہ سوال کے وقت ایسے ہوتے تھے جیسے آمنے سامنے سوال کر رہے ہوں پس اپنی لغزشوں پر شرما جاتے تھے اور اہل غفلت تو دور ہی سے مانگتے ہیں۔

پس اے نفس! اچھی طرح سمجھ لے جو میں نے ذکر کیا اور گناہوں پر توبہ کرنے میں مشغول ہو جا۔

پھر تعجب ہے اے نفس تیرے سوالات پر تو ہمیشہ دنیاوی مقاصد ہی کے بارے میں سوال کرتا ہے بلکہ فضول عیش کا طلبگار ہے ——

اور تو دل کی صفائی اور دین کی اصلاح نہیں مانگتا جیسے دنیا کی اصلاح مانگتا ہے پس غور کر اپنے معاملے پر بے شک تو (بے جا) خوشی اور غفلت کی وجہ سے گڑھے کے کنارے پر کھڑا ہے اور چاہیئے کہ گناہوں پر تیرا حزن و غم تجھے تیری مرادوں سے بے پروا کردے۔

حضرت حسن بصریؒ (اپنے بارے میں) بہت خوف کھاتے تھے۔ جب آپ سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا:۔

"مجھے اس بات سے کون امن دیتا ہے کہ اللہ رب العزت میرے کسی گناہ پر توجہ فرمائیں اور کہیں جا تیرے لئے کوئی بخشش نہیں"۔ (صید الخاطر لابن الجوزیؒ ص ۱۳۵)

بقیہ : اسلام کے چند اقتصادی مسائل

"لوگو! اچھی طرح سن لو کہ صحابہ میں مہاجر ہوں یا انصار، جس شخص کا بھی یہ خیال ہو کہ صحبت رسولؐ کی بنا پر اسے دوسروں پر فضیلت ہے اسے معلوم ہونا چاہئے کہ یہ فضیلت کل اللہ کے ہاں کام آئے گی اور اس کا اجر وہی دے گا۔

ویسے تم سب اللہ کے بندے ہو اور مال بھی اللہ کا ہے۔

اسے تمہارے درمیان مساوی تقسیم کیا جائے اور اس معاملے میں کسی کو کسی پر افضل نہیں سمجھا جائے گا ——"

(۵) کاروباری آزادی اور پابندی

اسلام افراد کو اجازت دیتا ہے کہ وہ رزق حلال کی تلاش میں جو جائز کاروبار چاہیں شروع کر دیں —— لیکن دولت کی پیدائش میں وہ ذرائع —— انفرادی یا اجتماعی طور پر —— استعمال نہیں کئے جا سکتے جن سے اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہو۔ مثلاً شراب کی تیاری اور فروخت، قمار بازی، جسم فروشی سود اور اناج ذخیرہ کر کے مہنگے داموں فروخت کرنا وغیرہ وغیرہ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ

(النساء: ۲۹)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپس میں ناحق مگر یہ کہ تجارت ہو آپس کی خوشی سے۔

(ترجمہ شیخ الہندؒ)

تشریح:۔ مطلب یہ کہ کسی کو کسی کا مال ناحق کھا لینا مثلاً جھوٹ بول کر یا دغابازی سے یا چوری سے ہرگز درست نہیں ہاں اگر سوداگری یعنی بیع و شری کرو تم باہمی رضامندی سے تو اس میں کچھ حرج نہیں۔ اس مال کو کھالو، جس کا خلاصہ یہی نکلا کہ جائز طریقہ سے لینے کی ممانعت نہیں جو مال کو ترک کرنا تم پر دشوار ہو۔

(حاشیہ:۔ شیخ الہندؒ و شیخ الاسلام، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ)

شراب اور قمار بازی کے بارے میں خالق کائنات نے فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ اس میں تمہیں کچھ نفع بھی ہوتا ہو۔ لیکن یہ چیزیں ان خطرناک برائیوں سے مملو ہیں۔ جو انسان کے معاشی، معاشرتی، اخلاقی ڈھانچے کے لئے خوفناک جراثیم کی حیثیت رکھتی ہیں۔ برائی کے یہ ادارے اور خبیث امراض یہ جراثیم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے معاشرے سے نیست و نابود ہو جانے چاہئیں۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"کسی حاکم کا اپنی رعیت سے تجارت کرنا بدترین خیانت ہے"۔

(کنز العمال)

ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔

"جو شخص اس غرض سے غلہ جمع کر کے روک لے کہ نرخ بڑھنے پر بیچوں گا، وہ بڑا خطا کار ہے"

(مسلم، ابو داؤد، ترمذی)

اس طرح روایات میں ایک اور واقعہ بھی آتا ہے کہ ایک بار حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات بازار گئے وہاں غلے کے ڈھیر لگے تھے اور خرید و فروخت ہو رہی تھی۔ آپ ایک ڈھیر کے پاس گئے۔ اور ہاتھ ڈال کر ڈھیر کی تہہ الٹ دی تو نیچے سے نم آلود غلہ نکل آیا۔ فروخت کنندہ نے عرض کیا! یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر نم آلود غلہ اوپر ہوتا تو کوئی بھی اسے نہ خریدتا۔

آپؐ نے فرمایا:۔

"جو دھوکہ دے ہم میں سے نہیں"۔

اس کے علاوہ قرآن پاک اور احادیث نبویؐ میں بار بار پورا تولنے اور جھوٹ سے بچنے کی تلقین آئی ہے۔

یہ سب احکام اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اسلام افراد کو کاروبار کی آزادی تو دیتا ہے لیکن اس آزادی کو خدا اور اس کے رسولؐ کے احکام کا پابند بناتا ہے۔

محمد نصیر ہمایوں

حضرت مولانا عبدالغفور صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ

قرآن حکیم کی خیر و برکت سے آئے دن کوئی نہ کوئی ایسا بزرگ پیدا ہوتا ہے جو لاکھوں آدمیوں کے لئے مشعلِ راہ کا کام دیتا ہے اور رخصت ہو جانے پر ایسے نقوش چھوڑ جاتا ہے جو آنے والی نسلوں کے لئے ایک مقدس اور قابلِ تقلید مثال قائم رہتی ہے۔ ایسے ہی بزرگوں میں سے ہمارے حضرت مولانا عبدالغفور العباسی المدنی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ جو ماہ مئی ۱۹۶۹ء میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔

مولانا یکم ربیع الاوّل ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۸ مئی ۱۹۶۹ء اتوار کی شب کو نماز عشاء کے بعد اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ؀

نماز فجر کے بعد مسجد نبویؐ میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور جنت البقیع میں آپ کو سپردِ خاک کر دیا گیا۔"

آپ ۱۸۹۴ء میں دریائے اٹک کے دائیں کنارے تربیلا کی دوسری جانب ایک چھوٹے سے پہاڑی گاؤں میں پیدا ہوئے۔ آپ کا خاندان چغرزئی پختون قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اور پختون ہونے کے باوجود اردو زبان اتنی صاف تھی کہ کبھی کبھی کسی کو گمان نہ ہوا کہ آپ پٹھان ہیں۔

آپ چار بھائی تھے اور چاروں بڑے عالم تھے۔ حضرت مولانا عبدالغفورؒ بچپن ہی میں یتیم ہو گئے تھے اور چھوٹی عمر ہی میں علم دین حاصل کرنے کے لئے دہلی کا سفر کیا اور یہاں سے فارغ التحصیل ہو کر مفتی کفایت اللہ کے امینیہ مدرسہ میں مدرس ہو گئے۔ اس مدرسہ کا نصاب دیو بندی طرز کا تھا۔ وہاں اتنی تندہی اور ذوق و شوق سے کام کیا کہ سب کی نظروں میں مقبول ہو گئے۔ پانچ سال تک وہاں رہے پھر اپنے گاؤں چلے گئے۔ اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہا۔ اس کے بعد آپ حضرت فضل علی القریشی (مسکین پور ضلع مظفر گڑھ) کے ہاتھوں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں منسلک ہو گئے وہاں بھی ان کی توجہ خلوص اور دیانت کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے اپنے شیخ کے دل میں گھر کر لیا اور روحانی مدارج میں ممتاز نظر آنے لگے۔ وہیں آپ کو خلافت کا مرتبہ اور ان کے بعد ان کی جانشینی کا منصب حاصل ہو گیا۔ قبلہ فضل علیؒ کی وفات کے بعد ان کے مریدوں نے ان کے ہی ہاتھ پر تجدید بیعت کی۔ اس کے بعد آپ نے مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کر لی اور اسی نسبت سے آپ مدنی کہلائے۔ آپ کئی بار پیدل سفر کر کے حج کرنے کے لئے مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ دنیائے اسلام میں دور دور تک آپ کے مریدوں کا سلسلہ پھیلا ہوا نظر آتا ہے۔

دل کو خاص تربیت کے ذریعہ ذکر الٰہی کے لئے عادی بنانا۔ ظاہری اور باطنی طہارت کا خاص خیال رکھنا اور شریعت کی سخت پابندی، یہ ان کا مستقل شعار رہا ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ سے لے کر سلمان فارسیؓ، جعفر صادقؓ، بایزید بسطامیؒ، باقی باللہؒ مجدد الف ثانیؒ سرہندی، مظہر جان جاناںؒ وغیرہ کو ہمیشہ یاد رکھتے تھے ان کی نیکیاں اور روحانی فیوض گنواتے رہتے تھے۔ یہ سب ہی ایسے بزرگ تھے، جنہوں نے شریعت کے اتباع کو ہر طرح مقدم سمجھا۔ ایک جگہ بایزید بسطامیؒ نے ارشاد فرمایا ہے "اتباعِ سنت ہی ایک بڑی "کرامت" ہے۔ حضرت بایزید لکھتے ہیں "اگر تم دیکھو کہ کسی آدمی سے کرامتیں رونما ہوتی ہیں یہاں تک کہ وہ ہوا میں اڑتا نظر آئے تو دیکھنا دھوکہ نہ کھا جانا۔ تم اس بات کی پڑتال کر لینا کہ وہ شریعت کی حدوں کو کس طرح قائم رکھتا ہے۔" ان کی تعلیم ہے کہ طہارت کے لئے ذکر الٰہی سے

الفراق

مندرجہ ذیل اشعار حضرت مولانا عبدالغفور صاحب مدنی نور اللہ مرقدہٗ کی مفارقت سے متاثر ہو کر حضرتؒ کے محبوب خلیفہ مولانا محمد ادریس انصاری مدظلہ نے کہے جو ہدیہ قارئین ہیں۔ (ادارہ)

الفراق اے چشمۂ عرفان و حکمت الفراق !!!
الفراق اے جامعِ شرع و طریقت الفراق

گرم تھیں تم سے تمہارے طالبوں کی محفلیں — مست تھیں خم سے تمہارے عاشقوں کی مجلسیں
سرمدی انوار کے حلقے ہیں ذوق و شوق سے — دمبدم طے ہو رہی تھیں ذاکروں کی محفلیں

الفراق اے مرکزِ اخلاص و ہمت الفراق

کس قدر کیف آفریں تھی صبح و شامِ زندگی — جلوہ زارِ نور و نکہت تھا مقامِ زندگی
زمزمے تسبیح اور تحمید کے سنتے تھے ہم — کائناتِ مہر و مہ تھی ہمخرامِ زندگی

الفراق اے مظہرِ اسرارِ وحدت الفراق

مٹ رہی تھی مغربیت اور ضلالت ساتھ ساتھ — آ رہی تھی مذہبیت اور ہدایت ساتھ ساتھ
معصیت سے دور تھے دل مغفرت کی تھی طلب — ہو رہا تھا اہتمامِ فرض و سنت ساتھ ساتھ

الفراق اے مجمعِ اوصافِ رحمت الفراق

چل بسا وہ نائبِ تاجِ نبوت چل بسا — چل بسا وہ وارثِ تختِ ولایت چل بسا
گنجِ غرقدؔ میں ہوئے راحت گزیں عبدالغفور — یعنی وہ شیدائے جنت سوئے جنت چل بسا

الفراق اے راہئ ملکِ حقیقت الفراق !

چل بسی روحِ مدینہ اٹھ گیا مردِ نجیب — اڑ گئی بوئے مدینہ گل ہوئی شمعِ غریب
اک سکوں ملتا تھا جس سے آج رخصت ہو گیا — آہ وہ ہمدرد سب کا آہ وہ سب کا حبیب

الفراق اے حاملِ مہر و مروت الفراق

وہ جو کفر و شرک کی دنیا میں تھا نورِ مبیں — جس کی ہر اک بات تھی آئینۂ صدق و یقیں
ہائے وہ جذبے وہ جلسے اور وہ باتیں کہاں — اب کہاں وہ بزم وہ حق کی صدائے دلنشیں

الفراق اے عاشقِ حق و صداقت الفراق

آہ وہ ضربِ کلیمی آہ وہ انوارِ حق !! — روح کو جس سے غذا ملتی تھی وہ گفتارِ حق
منکشف کرتے تھے جو ہم پر رموزِ زندگی — در لحد مشہور شد آں مظہرِ اسرارِ حق

الفراق اے شارحِ دین و شریعت الفراق

ۂ ۔ بقیع الغرقد سے مراد جنت البقیع ہے جہاں حضرت شیخؒ ہمیشہ کے لئے مدفون ہیں۔

بڑھ کر کوئی عمل نہیں ہے اور عالم وہی کہلا سکتا ہے جو عامل بھی ہو اور بس۔

آپ کے خطوط سے انکساری، درویشی اور با اخلاق ہونے کا پتہ ملتا ہے۔ ملاقات کے موقع پر خاص پہچان اور مسکراہٹ دوسرے کو گرویدہ بنا لیتی تھی۔ اور سادگی و طہارت بات بات سے اور ہر عمل سے ٹپکتی تھی۔ آپ کے علم و عمل کی شہرت کی بناء پر ۱۹۶۲ء میں جامعہ اشرفیہ لاہور میں اپنی لائبریری کی بنیاد ان کے ہاتھوں سے رکھوائی۔ میری خوش قسمتی ہے، کہ اس موقع پر میں بھی وہاں موجود تھا۔

۱۹۶۱ء میں حج کے موقع پر میں نے مدینہ منورہ میں ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ ان آٹھ سال کے عرصہ میں وہ تین چار مرتبہ پاکستان میں تشریف لائے اور باوجود بے حد مصروفیت اور عقیدت مندوں کی مخلصانہ دعوتوں کے وہ میرے غریب خانہ پر بھی تشریف لائے۔ اس سلسلہ میں اپنے تاثرات پیش کرتا ہوں۔

عورتوں سے پردہ

میرے مکان پر چند عورتیں بھی بیعت کی غرض سے تشریف لائیں تھیں۔ مولانا نے کمرے میں دو آدمی کھڑے کرائے۔ جنہوں نے ایک چادر پکڑ رکھی تھی۔ عورتیں چادر کی دوسری جانب منتظر تھیں۔ مولانا نے اپنی پگڑی اتار کر ایک پلہ اپنے ہاتھ میں پکڑا اور دوسرے پلے کو چادر کی دوسری جانب بیعت کرنے والی عورت کو پکڑنے کے لئے کہا۔ پھر بیعت کرنے کے لئے اپنے الفاظ اونچی اونچی دہرائے جو توحید اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق تھے۔ اس پردہ کرنے سے مجھے یاد آیا کہ آج سے دس گیارہ سال پہلے ایک مخلوط پارٹی میں میری والدہ مرحومہ بھی ہماری مجلس میں شریک تھیں۔ پارٹی کے اختتام پر میری والدہ نے مجھے توجہ دلائی کہ جس طرح مرد سے عورت کو پردہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اسی طرح مرد کو بھی عورت سے پردہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ آئندہ مجھے اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے۔

فوتیدگی سے صرف چند روز پہلے میرے بھائی محمد جہانگیر ان سے مدینہ منورہ میں ملے اور انہوں نے میرے لئے اور میرے بہنوئی (شیخ محمد اسحاق، جن کو انہوں نے ہر خط میں یاد رکھا ہے) کے لئے کھجوریں بطور تحفہ بھیجیں اور نیز میرے لئے "اوراد فضلیہ" ایک نہایت خوشنما صورت میں مجلد کتابچہ ارسال فرمایا۔ جو میرے پاس ہمیشہ بطور یادگار رہیگا۔

بقیہ: شیخ التفسیر کی ایک یادگار تقریر

ہیں۔ لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ۔ ہر بیماری کا علاج موجود ہے۔

لہٰذا بفضلہٖ تعالےٰ ہمارے کامل اور مکمل مذہب اسلام میں ان فرعون مزاج زمینداروں کی فرعونیت کا بہترین علاج موجود ہے۔ پہلے چونکہ ہم اس ملک کو کفرستان خیال کرتے تھے اس لئے کافر حاکم کو اسلامی قانون کے اجراء کا مشورہ دینا فضول اور بے معنی تھا اب جب کہ ہمارا ملک پاکستان ہے اور ہمارے پاکستان کے وزیر اعظم ڈاکٹر لیاقت علی خاں صاحب نے اپنی قرار دادِ مقاصد میں یہ فرمایا ہے کہ "جس میں اصول جمہوریت و حریت و مساوات و رواداری اور عدلِ عمرانی کی جس طرح اسلام نے ان کی تشریح کی ہے پورے طور پر ملحوظ رکھا جائے۔ جس کی رُو سے مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات و مقتضیات کے مطابق جو قرآن مجید اور سنتِ رسولؐ میں متعین ہیں ترتیب دے سکیں۔"

وزیر اعظم پاکستان کے حق میں دعا کرتا ہوں کہ جس طرح اللہ تعالےٰ نے انہیں حق کہنے کی توفیق دی ہے انہیں اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی بھی توفیق دے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

دعا تو ایک ضمنی چیز تھی۔ اب عرض کرتا ہوں کہ وزیر اعظم پاکستان کے اس اعلان کے بعد ہمیں یہ عرض کرنے کا حق ہے کہ ان فرعون مزاج زمینداروں کا دماغ درست کرنے کے لئے مندرجہ ذیل تجویز پر عمل کرائیں جو شریعتِ اسلامی کی روشنی میں پیش کی جاتی ہے:-

سرمایہ دار زمیندار غاصب ہیں

۱۸۵۷ء سے ۱۹۴۹ء تک ۹۲ سال کا عرصہ ہوتا ہے۔ جب انگریز نے پنجاب پر تسلط جمایا اس وقت زمینداروں نے گورنمنٹ کو یہ لکھوایا کہ ہم تقسیم میراث میں محمڈن لا پر عمل نہیں کریں گے بلکہ رواج پر کریں گے۔

حاصل یہ نکلا کہ زمین داروں نے ۹۲ سال سے اپنی بہنوں اور بیٹیوں کا زمین میں سے حق غصب کرنا شروع کیا ہوا ہے اور ان مظلوم عورتوں کی تعداد کا علم اللہ تعالےٰ ہی کو ہے۔ کہ وہ کتنے سو یا کتنے ہزار ہیں جو قبروں میں جا کر سو گئی ہیں۔ اب حکومت کا یہ فرض ہے کہ ان ہزاروں عورتوں کی دادرسی کرے اور ان غاصبوں کو بھی آئندہ جہنم کی لائن سے ہٹا کر جنت کی لائن پر چلائے اور اس کی شرعاً تجویز درج ذیل ہے:-

شرعی قاعدہ شریعتِ اسلامی میں قانون ہے کہ اگر کوئی حق دار اپنا حق وصول کئے بغیر مر جائے یا لاپتہ ہو جائے تو جس کے ذمہ حق ہے۔ اللہ کے واسطے وہ کسی مسکین کو ادا کر دے اور نیت یہ کرے۔ کہ اے اللہ! قیامت کے روز جب وہ مجھ سے مطالبہ کرے گا تو میں اسے تیری طرف حوالہ دے دوں گا کہ میں نے ایک مسکین کو دے کر اللہ تعالےٰ کے خزانہ میں تیرا حق جمع کرا دیا تھا۔ لہٰذا تو اللہ تعالےٰ سے لے لے۔

اسی طرح ان زمینداروں کی زمینیں ان کے پاس فقط اتنی رہنے دی جائیں جس میں خود ہل جوت کر اپنے ہاتھ سے کاشت کر کے اپنے بال بچوں کا پیٹ پال سکیں اور اس مقدار سے زائد زمینیں ان سے حکماً لے کر کاشتکاروں کو بانٹ دی جائیں۔ اور اگر کاشتکاروں کی ضرورت سے زائد ہوں تو پھر بیچارے پناہگزینوں میں تقسیم کر دی جائیں۔

پنجاب کے جاگیردار زمین داروں میں سے ایک قسم جاگیرداروں کی بھی ہے جنہوں نے ۱۸۵۷ء کے ہنگاموں میں انگریز کی امداد کی تھی۔ اس کے صلہ میں انگریز نے غریبوں سے زمینیں چھین کر انہیں جاگیریں بنا دی تھیں۔ یہ جاگیردار بہنوں اور بیٹیوں کو زمین نہ دینے کے باعث غاصب ہیں۔ اس کے علاوہ غریبوں کی زمینوں پر ان کا غاصبانہ قبضہ ہے۔ لہٰذا ان کی جاگیروں کو بطریقِ اولیٰ کاشتکاروں اور پناہ گزینوں پر بانٹ دینا چاہئے۔ اور اتنی زمین ان کو دے دی جائے جس سے یہ خود کاشت کر کے بال بچوں کا پیٹ پال سکیں۔

نتیجہ یہ نکلے گا کہ غریب طبقہ آسودہ حال ہو جائے گا اور ان ظالم زمینداروں کے پاس نہ سینکڑوں مربعے رہیں گے نہ لاکھوں روپیہ کا سرمایہ ان کے ہاں جمع ہوگا اور نہ ان کے دماغ میں فرعونیت آئے گی اور نہ ان غریبوں پر ظلم و ستم کریں گے جس طرح کسی نے کہا ہے "نہ بانس ہوگا نہ بانسری بجے گی!"

(باقی آئندہ)

درس قرآن

از حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب واہ کینٹ —— مرتبہ: محمد عثمان غنی

(سورۂ یوسف)

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط۔
الٓرٰ قف تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ ۝ قف
اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّكُمْ
تَعْقِلُوْنَ ۝ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ اَحْسَنَ
الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ هٰذَا
الْقُرْاٰنَ ق صلے وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ
لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ ۝ صدق اللہ العلی العظیم

میرے بزرگو اور میرے بھائیو! اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اُسی کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ آج ہم پھر چند بھائی اللہ کی بات سننے اور سنانے کے لئے اکھٹے ہیں۔ اللہ مجھے بھی اور آپ کو بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

آج اپنے سابق نظام کے ماتحت سورتِ یوسف شروع ہو رہی ہے۔ سورتِ یوسف مکّی ہے۔ یہ ہجرت سے پہلے نازل ہوئی ہے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اس سورت کا نام سورتِ یوسف حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اسی لئے تجویز فرمایا کہ اس سورت میں یوسف علیہ السلام کی زندگی کے پورے حالات، اُن کی ہجرت اور پھر ان کا مصر پہ حکمران ہونا اور دوسرے واقعات تفصیل کے ساتھ یکجا موجود ہیں۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (جہاں تک ہم سمجھتے ہیں) اس سورتِ مقدسہ کا نام سورتِ یوسف رکھا۔

سورتِ ھُود میں پہلی قوموں کی تباہیوں کے حالات اور واقعات تھے اور پھر آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تسلی دیتے ہوئے پیشین گوئی کے طور پر یہ بشارت دی کہ انجام کار آپ کامیاب ہوں گے۔ آخر میں ارشاد فرمایا فَاعْبُدْهُ وَ تَوَكَّلْ عَلَیْهِ ط وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ (ہود ۱۲۳) اے میرے حبیب! آپ اللہ ہی کی عبادت کرتے رہیں۔ وَتَوَكَّلْ عَلَیْهِ ط اور نتیجے میں اللہ پر بھروسہ رکھیں۔ بندے کا کام ہے اللہ کی بات کو ماننا۔ چھوٹا بندہ ہو کہ بڑا بندہ ہو، عالم ہو کہ جاہل ہو، نبی ہو کہ غیر نبی ہو، جو بھی اللہ کا بندہ ہے، اس کا کام کیا ہے؟ اللہ کی بات کو ماننا۔ اور نتیجہ؟ وَتَوَكَّلْ عَلَیْهِ ط اور بھروسہ آپ رکھیں اللہ کے نتیجے کے متعلق، نتیجہ ٹھیک نکلے گا۔ اور جو لوگ آپ کی مخالفت کرتے ہیں، ان کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ —— اے میرے بندو! جو میری بات کو قبول نہیں کرتے، میرے نبی کی تعلیم کو تم نہیں مانتے۔ میں تمہارے اعمال سے پوری طرح باخبر ہوں، تمہارے کردار کو میں دیکھ رہا ہوں۔

تو دو باتیں سورتِ ھود کے آخر میں ارشاد فرمائیں۔ ایک یہ بات ارشاد فرمائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو، کہ آپ اپنے مقصد پہ حسب یقین رکھیں، میں نتیجے کو بہتر طریقے پر ظاہر کروں گا۔ سورتِ یوسف میں بھی میرے بھائیو! اسی بات کو ارشاد فرمایا تاریخی شہادت کے طور پہ۔ میں اپنے کسی درس میں عرض کر چکا ہوں کہ قرآن مجید کی سورتوں کا، آیتوں کا، ہر سورت کی انتہا کا اور آگے آنے والی سورت کی ابتدا کا آپس میں ربط اور تعلق ہوتا ہے۔ سورتِ ھود کے آخر میں یہ فرمایا کہ بھروسہ آپ اللہ پر رکھیں۔ نتیجہ اللہ تعالیٰ ظاہر فرما دیں گے۔ سورتِ یوسف میں اس کی تاریخی شہادت بیان فرمائی کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے احکام پر یقین رکھتے ہیں، خداوند قدوس کے فیصلے کو قبول کرتے ہیں، ان کا نتیجہ کامیاب ہوتا ہے۔ چنانچہ یوسف علیہ السلام کی زندگی کو پیش فرمایا کہ دیکھ لیجئے۔ وہ بچہ جسے اُس کے بھائیوں نے کنوئیں میں گرا دیا، پھینک دیا، اور ان کی نیّت یہ تھی یَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّیَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ ۝ (یوسف ۱۰) یہ ملک سے ہی نکل جائے گا، اسے کوئی لے جائے گا، وہ بردہ فروشی کا زمانہ، یہ کسی ملک میں جا کر بک جائیگا۔ ساری زندگی اسی کی غلامی میں گذر جائے گی۔ کنوئیں میں پھینکنے والوں کے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ یہ بچہ جسے ہم آج کنوئیں میں پھینک رہے ہیں، ایک وقت آئے گا کہ یہ مصر کا بادشاہ ہوگا اور ہم پھینکنے والے عاجزانہ طریقے پر درخواستیں لے کر غلّے کے لئے اس کے پاس پہنچیں گے۔ جس کی زندگی کو ہم ختم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ ہماری زندگی بڑھانے کا باعث بن جائے گا۔ عزیزِ مصر کے پاس جب یوسف علیہ السلام کے بھائی پہنچے تو غلّے ہی کے لئے تو پہنچے۔ جس کو وہ مارنا چاہتے تھے، زندگی ختم کرنا چاہتے تھے، اپنی زندگی باقی رکھنے کے لئے پھر اُسی کے پاس پہنچے۔

اللہ تعالےٰ نے سورتِ یوسف میں اس بات کو اجاگر فرمایا، تاریخی شہادت کے طور پہ پیش فرمایا کہ جو بندے میری باتوں پہ یقین رکھتے ہیں وہ یوسف علیہ السلام کے واقعے کو دیکھ لیں کہ میں کس طرح یوسف علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو جسے بھائیوں نے دنیا سے ختم کرنا چاہا، میں نے باقی رکھا —— اور نہ صرف باقی رکھا بلکہ میں نے اس کو ایک بہت بڑی وسیع مملکت دی، نبوت سے سرفراز کیا۔ اور وہ کنوئیں میں پھینکنے والے عاجزانہ طریقے پہ اس کے سامنے پیش ہوتے، معافی کے طلبگار ہوتے۔ یہ شہادت پیش فرمائی۔

اس میں میرے بزرگو اور میرے بھائیو! اس طرف بھی اشارہ ہے کہ اے حبیب مکرم! صلی اللہ تعالےٰ علیک وسلم! آج جو آپ کو مکے میں چین نہیں لینے دیتے، آپ کے راستے روک رہے ہیں، آپ کے ساتھ ترکِ موالات کر رہے ہیں، بات چیت روک رہے ہیں اور ایک وقت آئے گا، کہ یہ آپ کو مکے سے نکلنے پہ مجبور کر دیں گے جس طرح یوسف علیہ السلام کو بھائیوں نے کنوئیں میں پھینک دیا، یہ بھی آپ کے قتل کے منصوبے سوچیں گے، لیکن یاد رہے میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہی آپ کو مکے سے نکالنے والے، فتح مکہ کے دن آپ کے سامنے عاجزانہ طور پر درخواست لے کر پیش ہوں گے اور یہ درخواست کریں گے کہ اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) ہمیں معاف فرما دیجئے۔ چنانچہ امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) جب مکہ مکرمہ میں فاتحانہ داخل ہوئے فتح مکہ کے بعد، تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو کچھ فرمایا وہ یہی تھا لَا اَقُوْلُ اِلَّا كَمَا

قَالَ الاخ الصَّالِحُ۔ آج میں وہی کہتا ہوں جو میرے نیک بخت بھائی یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ط آج تم پر کوئی گرفت نہیں، کوئی مواخذہ نہیں، يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ۔ اللہ تمہیں معاف کرے۔ اور آپؐ نے فرمایا — اَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ ط اے مکّے والو! تم سارے کے سارے آزاد ہو۔

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کی مشابہت میں یہ بات ارشاد فرمائی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دی آپؐ نے کہ میں آج وہی کچھ کہتا ہوں جو مجھ سے پہلے اَخِ الصَّالِح یوسف علیہ السلام کہہ چکے ہیں۔

یہ سورتِ یوسف کا ربط ہے سورتِ ہود کے آخری کلمات کے ساتھ۔ سورتِ یوسف اللہ تعالیٰ کا وہ کلامِ مقدّس ہے۔ جس طرح اللہ تعالےٰ کے دوسرے کلامِ مقدّس پر ہمیں ایمان لانا ضروری ہے۔ اسی طرح میرے بھائی! اس پر بھی ہمیں ایمان لانا ضروری ہے۔ قرآن کا یہ حصّہ ہے۔ (باقی آئندہ)

بقیہ: خطبہ جمعہ

تو کفّار کے وکیل نے اس پر شدید اعتراض کیا اور کہا کہ بجائے "محمد رسول اللہ" کے "محمد بن عبداللہ" تحریر کیا جائے۔ اس سے ثابت ہوتا کہ کافر بھی جانتے تھے کہ آپؐ کو رسول اللہ مان لینے کے بعد آپؐ کی اطاعت شعاری لازم ہو جائے گی۔ آپؐ سے اختلاف کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے گی اور ہمیں اپنے تمام اختیارات و مطالبات سے دستبردار ہو کر آپؐ کی غلامی کا قلادہ گلے میں ڈالنا پڑے گا۔

اے برادرانِ اسلام! ہمارے لئے لازم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول مان لینے کے بعد ہم اعتقادات و عبادات، معاملات و تقریبات، غرضیکہ ہر شعبۂ حیات اور زندگی کی تمام حرکات میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نقشِ قدم پر چلیں اور انہی کے اسوۂ حسنہ کو مشعلِ راہ اور نشانِ منزل سمجھیں۔ وہ جو بھی حکم دیں اُس پر سرِ تسلیم خم کر دیں اور وہ جس سے

اے خدائے ذوالجلال!

حافظ نور محمد انور

ظالموں نے مسجدِ اقصیٰ کو کر ڈالا شہید
عالمِ اسلام میں ہے چار سُو آہ و فغاں

مسجدِ اقصیٰ سے الغرض آہ! شعلے آگ کے
دے رہے ہیں غیرتِ مسلم کو چیلنج بے گماں

انتہا کر دی یہودیت نے اب تو ظلم کی
دے سزا اس قوم کو اب اے خدائے ذوالجلال

ہر مسلماں کر رہا ہے رات دن یہ التجا
ہر مسلماں کی زباں پر ہے یہی ذکر و بیاں

مسجدِ اقصیٰ کے مالک اے خدائے ذوالجلال
مسجدِ اقصیٰ پہ چمکے فتح و نصرت کا نشاں

رو کیں اُس سے فوراً اور بلا چون و چرا رُک جائیں۔ فرمانِ ایزدی ہے:۔

مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (سورہ حشر)

جو کچھ رسول تم کو دے اسے لے لو اور جس سے تم کو منع کرے باز آ جاؤ۔

اللہ تعالےٰ ہمیں اس حکم کو حرزِ جاں بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مقامِ عبرت محترم حضرات! اس ارشادِ ربانی کے بعد لازم تو یہ ہے کہ مسلمان ہر طرف سے منہ موڑ کر مدینے والے آقا سے رشتہ جوڑ لیں اور زندگی کے ہر گوشے میں انہی کے نقوشِ پا سے رہنمائی حاصل کریں لیکن ہماری کس قدر بد بختی ہے کہ ہم نے اپنا قبلۂ مقصود یہود و نصاریٰ کی تہذیب اور ان کے تمدّن کو بنا رکھا ہے — اور یہی وجہ ہے کہ ہم بجائے محبوبِ الٰہی بننے کے اللہ کے غضب کا شکار ہیں۔ کیا یہ مقامِ عبرت اور ہماری غیرت کو چیلنج نہیں کہ آج ہم یہ خبر پڑھ رہے ہیں کہ مسجدِ اقصیٰ اور مسلمانوں کا قبلۂ اوّل آگ کے شعلوں کی لپیٹ میں ہے — وہ پیاری مسجد جس کی طرف ہمارے آقا و مولا اور ان کے جاں نثار صحابہ کرامؓ پندرہ سولہ سال نمازیں پڑھتے رہے۔ جس میں معراج کی شب امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی امامت کرائی اور جس کے ماحول کی برکتوں کا خود خداوند قدوس منادی ہے دشمنوں کی دسیسہ کاریوں اور شقاوتِ قلبی کا شکار ہے۔

اے کاش! ہم یہ خبر سننے سے پہلے خود خاک کا ڈھیر ہو گئے ہوتے اور زمین کی پشت پر چلنے کی بجائے زمین کے پیٹ میں چلے گئے ہوتے — مگر کیا کیا جائے یہ سب ہمارے ہی اعمال کی پاداش ہے اور خداوندِ قہار و جبار کی غیرت ہماری غیرت کا امتحان لے رہی ہے۔

اسلام کے فرزندو! اٹھو، مدینے والے کا دامن تھام کر اور اس کے نقوشِ پا کو نشانِ راہ بنا کر بڑھو اور وقت کے تقاضوں کو سمجھو ورنہ کہیں اس سے بھی زیادہ روزِ سیاہ دیکھنے تمہیں نصیب نہ ہو جائیں۔

آؤ! غیرت مندوں کی طرح میدان میں اُترو اور آج یہ عزمِ صمیم کرو کہ ہم اللہ کے اس گھر کا انتقام لے کر رہیں گے اور اس مقدّس گھر کو آگ لگانے والوں کو راکھ کا ڈھیر بنا کر دم لیں گے۔

میں اپنی معزز و مؤقر حکومت سے پُر زور مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ اس سلسلے میں فوری اور مناسب کاروائی کرے اور غیرتِ اسلامی کا علم تھام کر ملتِ اسلامیہ کی قیادت کرے — اس سے اللہ بھی راضی ہوگا اور اسلامی حمیّت و غیرت کے صدقے میں اسے بقائے دوام بھی

نصیب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اسلام کا بول بالا کرے، دشمنانِ اسلام کا منہ کالا کرے اور مسلمانوں کو متحد ہو کر اللہ کے گھر کا انتقام لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

مسجد اقصیٰ ایڈیشن

خدام الدین کے آئندہ شمارہ میں بیت المقدس مسجد اقصیٰ کے بارے میں اہم مضامین شائع کئے جائیں گے — نیز جمعۃ المبارک کے موقع پر یوم احتجاج کی صورت میں جامع مسجد شیرانوالہ میں حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ، مولانا عبدالحکیم مولانا محمد اجمل، مولانا علاؤالدین اور مولانا محمد اکرم کی تقاریر پُر اثر کی اشاعت ہوں گی (انشاءاللہ)

قارئین وایجنٹ حضرات پرچے کی توسیع اشاعت کی طرف خصوصی توجہ دیں۔ (ادارہ)

غلطی کی اصلاح

گذشتہ شمارہ ۲۲ اگست میں "خطابت موت کے دروازے پر" کے عنوان سے جناب حنیف رضا صاحب کا جو مضمون شائع ہوا ہے اس میں کاتب اور پروف ریڈر کے سہو نظر سے چند غلطیاں رہ گئی ہیں — صفحہ ۱۶ آخری کالم میاں محمود علی قصوری کی تقریر کے ایک حصہ کی صحیح عبارت یہ ہے:-

"میں نے بارہا واضح کیا آج بھی واضح کرتا ہوں کہ مفادات کی بقاء کے لئے جو کام کیا جائے اسے فساد کہتے ہیں اور نظریات کی بقاء کے لئے جو جد و جہد کی جائے اسے جہاد کہتے ہیں۔

میاں ظہیر الحق دین پوری کو صدمہ

تمام دینی حلقوں میں یہ خبر انتہائی رنج و غم کے ساتھ سنی جائیگی کہ حضرت مولانا ظہیر الحق صاحب دین پوری کے پوتے مولانا محمد انور صاحب دین پوری کے لڑکے عزیزم مجیب الحسن مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۶۹ء کو اچانک بیمار ہو کر داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا محمد انور صاحب کے دوسرے صاحبزادے ضیاء الحسن کی جدائی کا غم ابھی تازہ ہی تھا کہ مجیب الحسن بھی اللہ کو پیارے ہوگئے۔ خاندان کے لئے یہ دُہرا صدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر و تحمل کی توفیق بخشے۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ مرحومین حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ امیر انجمن خدام الدین کی بھانجی کے صاحبزادے تھے ادارہ خدام الدین اس غم میں شریک غم ہے۔ (ادارہ)

دارالعلوم دیوبند

انور صابری

سب سے پہلے حضرتِ امداد و قاسم کا شعور
بن کے شعلہ عزم کا پہنچا یہیں سے دُور دُور
شاملی کو جاں نثاروں کی کہانی یاد ہے!
گردنِ علماء پہ تیغوں کی روانی یاد ہے!
فرقہ بندی سے الگ انسانیت کے نام پر!
حرّیت نشاء یہیں بنتی گئی ہر گام پر!
عام ہے اب تک زبانوں پر یہ پہلی گفتگو
لارڈ ریڈنگ کو بغاوت کی یہیں آتی تھی بُو!
مدرسہ اس وقت آزادی کی جولاں گاہ تھا
جاں نثارانِ وطن کی ایک قربان گاہ تھا
سرفروشانِ وطن دن رات پلتے تھے یہیں
جنگِ آزادی میں شرکت کو مچلتے تھے یہیں
زینتِ تاریخِ آزادی رہے گی بے گماں
مالٹا کے قید خانے کی پرانی داستاں
برسبیلِ تذکرہ آیا ہے یہ احساسِ فکر
کارواں سالارِ آزادی حسین احمد کا ذکر
جس کو ورثہ میں ملا اسلاف سے ایثارِ عشق
زندگی جس کی مکمل پیکرِ کردارِ عشق
آخری اس مصرعِ انور پہ ہے ختمِ کلام
قاسم و محمود کی ارواحِ طیّب پر سلام

بقیہ: دنیائے اسلام کا عظیم سانحہ

فوجی گورنر سے صلاح مشورہ کیا اور فوج کو فائرنگ کا حکم دے دیا۔ حرم الشریف کے باب الشریعت پر یہ فائرنگ ہوئی اور اسرائیلی فوج نے خود کار رائفلیں استعمال کیں۔ مسجد اقصیٰ کے میناروں سے اللہ اکبر کی صدا بلند ہوتے ہی شہر کے تمام علاقوں کے مسلمان مسجد اقصیٰ میں جمع ہونے شروع ہو گئے تھے جو کل کی آتشزدگی کے باعث سوگ میں ڈوبی ہوئی تھی۔ نماز کے بعد جب اسرائیلی فوج نے اندھا دھند فائرنگ کی تو بہت سے مظاہرین مسجد اقصیٰ کے قریب واقع مسجد عمر کے عقبی باغ میں پناہ گزیں ہو گئے اور انہوں نے اسرائیلی فوج کے مورچوں کے خلاف جوابی مورچے لگا کر شدید پتھراؤ کیا۔ آج بھی مسلمانوں کی تمام دکانیں بند رہیں۔ جنرل دایان نے حرم الشریف کے دروازوں پر بھی اپنے فوجی سنتری تعینات کر رکھے تھے اور سخت ترین احتیاطی تدابیر اختیار کی تھیں۔ آج کی جھڑپ میں ایک اسرائیلی فوجی افسر بھی پیشانی پر پتھر لگنے سے زخمی ہوا لیکن تھوڑی دیر بعد وہ سر پر پٹی باندھ کر دوبارہ ڈیوٹی پر آ گیا۔ عرب مظاہرین اور اسرائیلی فوج کے درمیان دیر تک جھڑپیں ہوتی رہیں آخر علماء کی اپیل پر عرب نوجوان منتشر ہوئے۔ اسرائیلی فوج نے متعدد عربوں کو گرفتار کر لیا ہے۔ اس لڑکی کا حشر معلوم نہیں ہو سکا جسے اسرائیلی فوجی گاڑی میں مسجد اقصیٰ کے دروازے سے بٹھا کر نامعلوم جگہ لے جایا گیا ہے اس کے بہت سے ساتھی عرب مظاہرین نے سبز ہلالی پرچم بھی لے رکھے تھے۔ یہ مظاہرہ ایسے وقت کیا گیا جب کہ اسرائیلی فوجی مسجد اقصیٰ کے دروازے پر تعینات تھے اور پتھراؤ کے فوراً بعد پیش قدمی کرتے ہوئے مسجد اقصیٰ کے احاطے میں داخل ہو گئے تھے۔ آج مقبوضہ بیت المقدس میں ایک بھی غیر ملکی سیاح نظر نہیں آیا۔ اسرائیلی فوج کی ناکہ بندی سے ظاہر ہوتا تھا کہ بیت المقدس ایک محصور قلعہ ہے۔ نماز جمعہ کے بعد مظاہرہ کرنیوالوں میں بہت سی خواتین بھی شامل تھیں۔ دن بھر شہر میں اور مسجد اقصیٰ کے باہر اسرائیلی فوج کی بکتر بند گاڑیاں تعینات رہیں۔ بہت سی عمارتوں کی چھت پر بھی فوجی دستے تعینات تھے۔ آج شہر نابلس میں بھی عربوں نے مظاہرے کئے اور عرب نوجوانوں نے پرانے موٹر ٹائر ایک سڑک پر اکٹھے کر کے ان میں آگ لگا دی۔ پولیس نے فوراً آگ پر قابو پا لیا۔ شہر میں اشتہارات بھی تقسیم کئے گئے ہیں جن میں لکھا ہوا ہے کہ تین روز تک ہڑتال کی جائے اور مظاہرے جاری رکھے جائیں۔ آج مقبوضہ عرب علاقوں میں مسلمانوں کے بہت سے احتجاجی جلسے بھی ہوئے۔ بیت المقدس کی مسلم مجلس کے صدر شیخ حلمی محتسب نے آج کہا ہے کہ فائر بریگیڈ کے اسرائیلی عملے نے کل مسجد اقصیٰ میں آگ پر قابو پانے کی مہم کے وقت غفلت اور نااہلی کا مظاہرہ کیا۔ مسلم مجلس نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ مسجد اقصیٰ میں آتشزدگی کے المیہ کی آزادانہ طور پر خود تحقیقات کرائے گی۔ کل شیخ حلمی نے کہا تھا کہ ایک غیر ملکی نوجوان کل صبح مسجد اقصیٰ میں ایک تھیلا لے کر آیا تھا اور بعد میں اسے بغیر تھیلا کے بھاگتے ہوئے دیکھا گیا تھا اس کے فوراً بعد مسجد میں آگ لگ گئی تھی۔ وزیر اعظم گولڈا میئر نے آتشزدگی کے واقعہ کی تحقیقات کے لئے جو پانچ نفری کمیٹی قائم کی ہے اس میں صرف ایک مسلمان کو شامل کیا گیا ہے وہ ایک ڈسٹرکٹ جج مسٹر محمد نمر الحواری ہیں۔ مسلم مجلس پہلے ہی اعلان کر چکی ہے کہ وہ سرکاری تحقیقات میں کوئی تعاون نہیں کرے گی۔ بیت المقدس کی فائر بریگیڈ کے سربراہ ابراہیم لیبرمین نے کہا ہے کہ مسجد اقصیٰ میں اتفاقی طور پر آگ لگی تھی اور خیال یہ ہے کہ الیکٹرک شارٹ سرکٹ کی وجہ سے یہ حادثہ رونما ہوا تھا۔ انہوں نے کہا کہ آگ بجھانے والے بعض یہودیوں کو عربوں نے زدوکوب بھی کیا تھا اور خود آگ بجھانے کی کوشش کی تھی۔ دریں اثنا آج سے سرکاری تحقیقاتی کمیٹی نے کام شروع کر دیا۔

●

ہفتہ وار درس حجۃ اللہ البالغہ

دورِ حاضر کے عمرانی مسائل پر فلسفہ ولی اللہی کی روشنی میں سلسلہ تقاریر

ولی اللہ سوسائٹی پاکستان (رجسٹرڈ) لاہور کے زیر اہتمام "حجۃ اللہ البالغہ" مصنفہ حکیم الامت حضرت امام ولی اللہ دہلویؒ کا ہفتہ وار درس ہر اتوار کو صبح ۹ بجے سے ۱۰ بجے تک بمقام دفتر سوسائٹی ۲۲۳۔ این شاہ ولی اللہ روڈ، سمن آباد، لاہور ہوتا ہے۔ درس ولی اللہ سوسائٹی کے جنرل سیکرٹری صاحب دیتے ہیں جو امام انقلاب شارح حکمت ولی اللہی حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ سے فیض یاب ہیں۔ اور ان کے معتمد خصوصی رہ چکے ہیں۔ آغاز امام صاحب کے عمرانی افکار سے کیا گیا ہے۔ آخری پندرہ منٹ درس کے موضوع کے متعلق توضیحی سوال و جواب کے لئے مخصوص ہیں۔ اہل علم حضرات کے لئے "فلسفہ ولی اللہی" کے خصوصی مطالعہ کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ باذوق اصحاب کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ تشریف لا کر اس مطالعے سے مستفید ہوں اور ان افکار کو پاکستان میں ایک ترقی کن خوشحال معاشرے کی تشکیل و تعمیر کے لئے بنیاد بنائیں۔

الداعی: محمد مقبول عالم بی اے جائنٹ سیکرٹری،
ولی اللہ سوسائٹی پاکستان (رجسٹرڈ) لاہور۔

مضمون نگار حضرات سے

خدام الدین کے نام پر ارسال کئے جانے والے مضامین کاغذ کے صرف ایک طرف لکھے جائیں۔ صاف اور خوشخط ہوں۔ کانٹ چھانٹ کئے ہوئے اور کاغذ کے دونوں طرف لکھے گئے مضامین کی اشاعت سے ادارہ کو معذور سمجھا جائے۔　(ادارہ)

عزیز بچو! انسان جس حلقے میں رہتا ہے اس کا اثر خود بخود ہو جاتا ہے، بزرگوں نے کہا ہے کہ صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ خواہ وہ اچھا ہو یا برا۔

بھلے کی صحبت سے بھلائی اور برے کی صحبت سے برائی حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے ہم پر واجب ہے کہ ہم بری صحبت سے پرہیز کریں۔ مثل مشہور ہے کہ کوئلوں کی دلالی میں منہ کالا۔ اس سے ثابت ہوا کہ بری صحبت کا برا اثر ضروری ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ ہم بری صحبت میں رہیں اور پھر اس سے اپنے آپ کو بچا سکیں اگر ہم آگ کے قریب جائیں گے تو ایک دن ضرور کپڑے جلا کر اٹھیں گے، مٹی کے تیل کے پاس بیٹھیں گے تو ہمارے کپڑوں سے تیل کی بو آئے گی۔ اگر ہم عطر کی دکان پر جائیں گے تو ہمارے کپڑوں سے عطر کی خوشبو آئے گی — اسی طرح نیک آدمی کی صحبت ہمیں نیک اور برے آدمی کی صحبت ہمیں برا بنائے گی۔

اگر ماں باپ نیکی کا کام کریں گے تو اولاد بھی ان کی پیروی کرے گی — جو کچھ ماں باپ کرتے ہیں بچے بھی اس کی پیروی کرتے ہیں۔ اس لئے بچوں کو شروع ہی سے نیک کام کرنے کی ہدایت کرنی چاہئے۔ بقول شاعر ؎

بروں کی ہیں ساری ہی باتیں بری
اگر وہ برے ہیں تو راتیں بری
ہمیشہ بدوں کے بچو میل سے
نہ تم اپنا دامن بھرو تیل سے

عزیز بچو! ہمارا فرض ہے کہ ہم دوست اس کو بنائیں جو اپنی عادتوں اور خوبیوں کے اعتبار سے اچھا ہو، اور صحبت اس کی اختیار کریں جو نیک خصلت ہو۔ نیک صحبت ہماری عزت و آبرو کا ذریعہ ہوتی ہے۔ اگر تم نے اس دنیا میں کامیاب رہنا ہے اور آخرت میں سرخرو ہونا ہے تو اپنے آپ کو بری صحبت سے بچا کر رکھنا چاہئے — اللہ تعالےٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین!

حکمت کے انمول موتی

محمد اختر سائیں

- سب سے بڑا بہادر وہ ہے جو اپنے نفس پر قابو رکھتا ہے۔
- مطالعہ سے دماغ اور عقل بڑھتی ہے اور ورزش سے جسم اور قوت۔
- جو کام تم خود کر سکتے ہو اس کے لئے دوسروں کو تکلیف ہرگز نہ دو۔
- اچھی بات دیوار پر لکھی ہوئی بھی دیکھو تو اس پر عمل کرو — بری بات جہاں دیکھو وہیں چھوڑ دو۔
- جو خدا کے بندوں پر رحم اور مہربانی نہیں کرتا، خدا اس پر رحم نہیں کرتا ؎

  کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
  خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر
- ہر کام صبر سے کرو۔ صبر کا پھل ہمیشہ میٹھا ہوتا ہے۔
- ہر کام کو ایمانداری اور راستبازی سے پورا کرو۔
- اس شخص کے دل میں خدا کی محبت نہیں ہوتی جو خلق خدا پر رحم نہیں کرتا۔
- اپنی آمدنی سے تھوڑا بہت ضرور بچا کر رکھو تاکہ ضرورت کے وقت کام آئے۔
- اپنے خرچ کو آمدنی سے زیادہ مت کرو۔
- جس کسی نے ظالم کی مدد کی، گویا اس نے قہر الٰہی سر پر لے لیا۔
- اگر خدا سے محبت کرنا چاہتے ہو تو اس کے بندوں سے محبت کرو۔
- حق بات کڑوی ضرور ہوتی ہے لیکن اس کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔
- فرصت میں کچھ دیر تنہا بیٹھ کر اپنے عیبوں پر غور کرنا چاہئے۔

★

سید الشہداء حضرت حمزہ رضؓ

(حافظ نور محمد انور)

اے شہید راہِ حق اے عمِ محبوبِ خدا
ہم کو ملتا ہے شہادت سے تیری درسِ وفا
شان تیری ہو نہ کیوں کہ دونوں عالم میں بلند
راہِ حق میں تُو نے کٹوایا بدن کا بند بند
جان دے کر تُو نے حاصل کی حیاتِ جاوداں
وقف ہیں تیرے لئے جنت کے سارے بوستاں
جب گرا تیرا زمیں پر خون اے مردِ جری
ہو گیا شاداب سارا گلشنِ دینِ نبیؐ
محسنِ اسلام ہے بیشک تُو اے والا صفات
سرورِ کونینؐ کی تھی تجھ پہ نگہِ التفات
دے رہی ہے آج تک خاکِ اُحد سب کو سلام
بے گماں ارفع ہے تیرا سب شہیدوں میں مقام

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

نگرانِ اعلیٰ محمد عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم: (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۸۱ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD ۹-۰-۶۷۹/۳۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۲ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر G/۸۸۲/۴۶-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

گلدستۂ احادیث نبوی

مرتبہ حضرت مولانا الحاج مولوی محمد حسن علی صاحب اسٹنٹ انجمن خدام الدین لاہور

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا ارشاد فرمایا ہے صحابہ کرام نے حضور انور کو دیکھا آپ کے ارشادات سنے آپ کے افعال کا مشاہدہ کیا اور آپ کا اتباع کر کے رضائے الٰہی کا تمغہ حاصل کیا اور جنت میں جا پہنچے۔ موجودہ علوم میں جو علم آپ کے اقوال و افعال کا ترجمان ہے۔ وہ علم حدیث ہے جو شخص اسوۂ حسنۂ نبویہ کو معلوم کرنا چاہے۔ وہ علم حدیث کے بغیر معلوم کر ہی نہیں سکتا گلدستۂ احادیث نبوی میں مختلف مضامین کی حدیثیں جمع کی گئی ہیں اور وہ فقط بخاری شریف اور صحیح مسلم سے انتخاب کی گئی ہیں کسی حدیث کا متن ایک کتاب کی ایک سطر سے زائد نہیں ہے۔ تاکہ مسلمان بآسانی یاد کر سکیں اور ان ارشادات پر انسان عمل کرے تو خدا تعالیٰ کے فضل سے نجات یقینی ہے۔

ہدیہ ۴۰ پیسے محصولڈاک ۱۵ پیسے

المعلن: ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا